عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد ۱۲ ، شمارہ ۳۸ ، بتاریخ ۲۵ فروری تا ۳ مارچ ۱۹۹۴ء

لیلۃ القدر کا تعارف اور اس کی فضیلت

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ

ترجمہ: تحقیق نازل کیا ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں اور کیا جانے تو کیا ہے رات قدر کی بہتر ہے ہزار مہینے سے (قرآن حکیم)

سیدۂ کائنات ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا

اعجاز القرآن

اسلام قبول کرکے میں نے کیا پایا!

قبول اسلام کے بعد ڈنمارک کی سفیر کے تاثرات

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

سرور میواتی

دختر فرخندۂ صدیقؓ حضرت عائشہؓ
پیکر خلق و حمیت جان عفت عائشہؓ
کشت امت کے لئے باران رحمت عائشہؓ

فخر مستورات عالم غیرت حور جناں
خوش نہادو خوش نصیب وخوش مزاج وخوش بیاں
تجھ پہ لاکھوں رحمتیں ہوں اے مسلمانوں کی ماں

ہر خصوصیت سے مالا مال ام المومنینؓ
عفت و عصمت پہ شاہد تیری قرآن مبیں
شمع ہدیٰ محبوبۂ محبوبؐ رب العالمین

سورہ النور کی تفسیر سیرت ہے تری
عرش کو حرکت میں لائی عصمت و عفت تری
قلب امت کو مزین کر گئی عظمت تری

منبع رود فقاہت' مطلع انوار دیں
عرش سے لائے بشارت تیری جبرئیلؑ امیں
تیرے اوصاف حمیدہ کا بیاں ممکن نہیں

درہم و دینار سے پر بوریاں خیرات کیں
کچھ نہ تھا کھانے کو گھر میں'اور خود روزہ سے تھیں
پر پئے افطار رکھا ایک بھی درہم نہیں

ہے یہ ارشاد گرامی سرور کونینؐ کا
خلد میں میرے حرم میں ہو گی شامل عائشہؓ
کس قدر اعلیٰ ہے ام المومنینؓ رتبہ ترا
سیدہ حضرت حمیراؓ مرحبا صد مرحبا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوة
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ ● شمارہ نمبر ۳۸ ● بتاریخ ۱۳ر رمضان تا ۲۰ر رمضان ۱۴۱۴ھ ● بمطابق ۲۵ر فروری تا ۳ر مارچ ۱۹۹۴ء

اس شمارے میں

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ۔۔۔۔۔ ۲
۲۔ بیاد شیخ زمان مفتی دوران احمد الرحمٰن قدس سرہ ۔۔۔۔۔ ۴
۳۔ اداریہ ۔۔۔۔۔ ۵
۴۔ اعجاز القرآن ۔۔۔۔۔ ۶
۵۔ حضرت سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہؓ ۔۔۔۔۔ ۸
۶۔ لیلۃ القدر کا تعارف و فضیلت ۔۔۔۔۔ ۱۰
۷۔ شب قدر ہزار مہینوں سے افضل رات ۔۔۔۔۔ ۱۳
۸۔ قرآن مجید کی تاثیر و صداقت ۔۔۔۔۔ ۱۴
۹۔ اسلام کے بارے میں یورپ کا نقطہ نظر ۔۔۔۔۔ ۱۷
۱۰۔ فرضیت حج اور استطاعت حج ۔۔۔۔۔ ۱۹
۱۱۔ مرزا قادیانی کے ۳۲ جھوٹ (دوسری و آخری قسط) ۔۔۔۔۔ ۲۱
۱۲۔ گستاخوں کے اعتراضات بھی گستاخانہ ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔ ۲۴
۱۳۔ اخبار ختم نبوت ۔۔۔۔۔ ۲۵

سرپرست
مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

تزئین
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۱۴۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات، انڈیا ۱۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۳۲۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۴۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر : عبدالرحمٰن باوا ○ طابع : سید شاہد حسن ○ مطبع : القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت : ۱۴۳ پرانی نمائش کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

بیاد شیخ زمان مفتی دوران احمد الرحمٰن قدس سرہ

مولانا منظور احمد نعمانی مہتمم مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان

بہ بستانے زیاں آمد کہ فرحاں نمے بینم
خزاں اندر بہار آمد گل خنداں نمے بینم

بر و برگ و بہا رفتہ رخ نسرین پژمردہ
چمن سنبل کجا رفتہ بجز خاراں نمے بینم

ز مکتب شیخ بنوری مہ عرفان شد آفل
بدیں سالک رہ دیں را بجز حیراں نمے بینم

مکیں رفت و مکاں ماندہ مہیں رفت و کہاں ماندہ
در و دیوار و معمارش بجز گریاں نمے بینم

کتاب و طالب و مسند بہ اشک خون مستغرق
مجالس فضل و حکمت را بے شاداں نمے بینم

گلم رفت و خزینہ ہم بہ خار و مار ماندہ ام
خزائن علم و عرفاں را گہر ریزاں نمے بینم

جدا شد ساقی شیر شریعت از طلبگاراں
مدیر محترم مشفق دریں دوراں نمے بینم

وجودش بود سیف اللہ بہ عنق رفض و ربوبیت
زنامش قصر گمراہاں بجز لرزاں نمے بینم

دل منظور رنجیدہ زموت وارث یوسفؒ
بہ پیش چشم خیرہ احمد الرحمٰن نمے بینم

مرزا طاہر کو غیروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں

روزنامہ "پاکستان" لاہور نے ۱۷ر فروری کو قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر کا ایک بیان شائع کیا ہے پوری خبر کا متن یہ ہے :۔

"ربوہ (نامہ نگار) پاکستان میں قادیانیوں کو دیدہ دانستہ ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا جا رہا ہے ظلم کرنے والے آخری قدم اٹھانے سے باز رہیں ورنہ واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہوگا اور آخری فتح ہمارے صبر کی ہوگی ان خیالات کا اظہار قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے گزشتہ روز انٹرنیشنل ٹیلی ویژن پر خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ پاکستان میں ہمارے دو قریبی ساتھی جان بوجھ کر قتل کئے گئے جو ہمارے خلاف گہری سازش ہے لیکن اس کے باوجود میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ صبر کا دامن نہ چھوڑیں یقیناً" آخری فتح صبر کی ہوگی"۔

مسلمان قوم اپنے نبی' اپنے قرآن' اپنے نبی کی حدیث اور دین اسلام کے بارے میں بہت حساس اور جذباتی واقع ہوئی ہے وہ اپنے ماں باپ اور عزیز و اقارب کے بارے میں تو ہر قسم کی گالی گلوچ برداشت کر سکتی ہے لیکن اپنے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی مقدس کتاب قرآن مجید اور اپنے پیارے اور محبوب نبی ﷺ کی حدیث نیز دین حقہ اسلام کے بارے کسی قسم کی بدزبانی برداشت نہیں کر سکتی اگر کوئی ملعون اور بدبخت کسی قسم کی بدزبانی اور گستاخی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑتا ہے۔ لیکن وہ امن پسند ہیں وہ ملک کو لاقانونیت کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہتے۔

اگرچہ اس قسم کی حرکتیں دوسری غیر مسلم اقلیتیں بھی کرتی ہیں لیکن سب سے زیادہ ایسی حرکتیں قادیانی کرتے ہیں حال ہی میں گوجر خان میں قرآن مجید جلانے کی حرکت کی گئی یہ ایسی اشتعال انگیز حرکت تھی کہ اگر وہاں کے مسلمان ان کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیتے تو کوئی قادیانی زندہ بچ کر نہیں جا سکتا تھا۔ اس کے بعد جڑانوالہ کے ایک چک میں دیواروں پر جو مسلمان نوجوان ختم نبوت کے نعرے لکھ رہے تھے قادیانیوں نے انہیں مار اپیٹا۔ اس سے قبل بھی قادیانیوں نے ایسی حرکتیں کی ہیں جو ناقابل برداشت ہیں۔ مثلاً"

۱ منزل گاہ سکھر کی جامع مسجد میں عین اس وقت جب فجر کی جماعت ہو رہی تھی قادیانی غنڈوں نے بم مارا جس سے دو مسلمان شہید اور بہت سے زخمی ہوئے۔

۲ ساہیوال میں اپنے مرزائے سے فائرنگ کر کے دو نوجوانوں کو شہید کیا۔

۳ کھاریاں کے نزدیکی چک میں ایک قادیانی نے چوبارے سے فائرنگ کی جس سے مولوی احمد خان صاحب شہید ہو گئے۔

۴ پڈعیدن میں مجاہد ختم نبوت مولانا تاج الدین بسمل پر قادیانیوں نے ان کے گھر میں گھس کر حملہ کیا جس سے وہ موقعہ پر شہید ہو گئے۔

۵ قادیانیوں کے لئے پاکستان میں اسلامی شعائر و اصطلات کے استعمال کی اجازت نہیں ہے لیکن وہ محض مسلمانوں کو مشتعل کرنے اور ان کے صبر کا امتحان لینے کے لئے اسلامی شعائر و اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔

۶ قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا غلام قادیانی خود محمد رسول اللہ تھا۔ (نعوذ باللہ) ہر قادیانی کا اس پر ایمان ہے کیونکہ یہ مرزا قادیانی خود اپنی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" میں لکھ چکا ہے۔

۷ قادیانیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پہلی رات کے چاند کی طرح تھے جو بے نور ہوتا ہے۔

۸ قادیانی یہ بھی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی (جیسا کہ اس نے خود لکھا ہے) خدا کی راہوں میں سے آخری راہ اور خدا کے نوروں میں سے آخری نور ہے --------- نیز اس کا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ حالانکہ حضور ﷺ خدا کے آخری نور اور آخری ہادی ہیں وہ مرزا قادیانی کی تحریر کے مطابق حضور ﷺ کو نہیں مرزا قادیانی کو آخری نبی کہتے سمجھتے اور ایسی کتابوں کو تقسیم کرتے ہیں جن میں یہ عبارتیں درج ہیں اور یہ ان کی انتہائی اشتعال انگیز حرکت ہے۔

۹ مرزائی مرزا قادیانی کے ایک "صحابی" قاضی ظہور الدین اکمل کی یہ نظم بھی پڑھتے ہیں جس کے دو شعر یہ ہیں۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

۱۰ قادیانی یہ بھی کہتے ہیں کہ حضورﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر بھی کھالیا کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں خنزیر کی چربی ملی ہوئی ہے۔

قادیانیوں کے یہ عقائد ہیں انہیں عقائد کی وہ تبلیغ کرتے ہیں جو انتہائی اشتعال انگیزی ہے مرزا طاہر کو غیروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا اگر اسے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر آتا تو وہ اپنے پیروکاروں کو اشتعال انگیز حرکتوں سے روکتا۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنے پیروکاروں کو روکتا اپنے دو نوجوانوں کے قتل پر پاکستان کے امن پسند مسلمانوں کو دھمکیاں دے رہا ہے حالانکہ اس کے جو دو افراد قتل ہوئے وہ نوجوان تھے مرزا غلام قادیانی بدچلن اور عیاش ہو سکتا ہے' مرزا طاہر کا باپ آنجہانی مرزا محمود اپنے باپ مرزا غلام قادیانی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بدچلنیوں اور عیاشیوں میں مبتلا رہ سکتا ہے تو قادیانی نوجوان کیوں نہیں رہ سکتے۔ ہو سکتا ہے وہ بدچلن ہوں اور وہ ذاتی عداوت کی بھینٹ چڑھ گئے ہوں۔ مرزا طاہر اگر اتنا ہی بہادر ہے تو وہ انگریز بہادر کے حفاظتی حصار سے نکلے اور پھر دیکھے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے یہ کیا کہ۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کے پتھر ہے پھینکتا
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

اعجاز القرآن

محمد اقبال حیدر آباد سندھ

فرزوق کوئی شاعر گزرا ہے۔ بہت بڑا شاعر تھا اسلام میں۔ اس کا دادا امام الانبیاءﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ بڑا ادیب اور بلیغ تھا اور عرب فصاحت میں بلاغت میں ادب میں دنیا کی مانی ہوئی قوم ہے۔ وہ اپنے آپ کو عرب کہتے ہیں اور دوسروں کو کہتے ہیں عجم۔ ہم سب ان کے نزدیک عجم ہیں۔ عجم کہتے ہیں گونگے کو۔ اتنی بڑی قوم جو اپنے آپ کو عرب کہے۔ عرب کا معنی؟ جو اپنے مافی الضمیر کو اچھی طرح ادا کر سکے۔ اس قوم میں پھر جو شعراء تھے ان کا مقام پھر کتنا بلند ہو گا۔ تو فرزوق جو شاعر تھا اس کا دادا حاضر خدمت ہوا حضرت انورﷺ کے یہ صحابی تھے اور اللہ نے پھر اس خاندان کو بڑا شرف بخشا۔ بڑے دلیر تھے بڑے بہادر تھے۔

فرزوق کا دادا جو تھا وہ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا اللہ کے نبیﷺ! میں چاہتا ہوں کہ آپﷺ پر جو کچھ نازل ہو رہا ہے وہ میں سنوں اور اس کے بعد پھر میں فیصلہ کروں گا کہ آپﷺ کا جو کلام ہے یہ اللہ کا کلام ہے یا آپﷺ نے خود بنایا ہے۔ اگر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے تو پھر آپﷺ کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں ہو گا میں ایمان قبول کر لوں گا۔ اس وقت سورہ زلزال نازل ہو رہی تھی حضورﷺ نے فرمایا ابھی جو تازہ کلام نازل ہوا ہے سن لے۔ کتنے خوش بخت لوگ تھے جنہوں نے جناب محمد رسول اللہﷺ کو دیکھا کتنے خوش نصیب وہ لوگ تھے جنہوں نے حضورﷺ کا قرآن سنا۔ حضورﷺ کی آواز کو سنا۔ حضورﷺ کی مجلس کی۔ حضورﷺ کی خدمت کی۔

تو حضورﷺ نے جب پڑھا قرآن مجید کو سورت زلزال کو

اذا زلزلت الارض زلزالھا' واخرجت الارض اثقالھا وقال الانسان مالھا' یومئذ تحدث اخبارھا'

(زلزال) اتنا ہی پڑھنے پائے تھے حضورﷺ کہ کہنے لگا بس اللہ کے نبی! مجھے یقین ہو گیا کہ آپﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

جب آپﷺ نے یہ آیات مقدسہ پڑھیں! جب پورا کرہ ارض پورے طریقے پر ہلا دیا جائے گا ہیئت بیان کی قیامت کی۔ جب پورا کرہ ارض ہلا دیا جائے گا۔ پورے طریقے سے ہلانا کتنا مہیب وہ وقت ہو گا۔ آج اگر کراچی میں زلزلہ آ جائے تو حیدر آباد محفوظ ہے۔ چنڈی میں زلزلہ آ جائے تو پشاور محفوظ ہے۔ اور پھر زلزلہ آتا کتنا ہے؟ ایک سیکنڈ کا کچھ اعشاریہ۔ لیکن ہماری کیا حالت ہوتی ہے۔ ہم کمروں سے باہر نکل آتے ہیں۔ فائلیں پھینک دیتے ہیں جوتے نہیں پہنتے۔

لیکن جب پورا کرہ ارض ہلا دیا جائے اور ہلے گا بھی پوری قوت کے ساتھ' تاکید کے ساتھ اور زمین میں جتنے بدن ہیں سب باہر آجائیں گے مردے باہر نکل آئیں گے۔

حضورﷺ نے جب یہ پڑھی سورت اس کی چند آیات پڑھیں تو فرزوق شاعر جان گیا یہ اللہ کا کلام ہے۔ بندے کا کلام نہیں ہے اسی وقت عرض کرتا ہے اللہ کے نبیﷺ! اپنا داہنا ہاتھ آگے کیجئے تاکہ میں آپﷺ کے ہاتھ پر بیعت کروں فوراً" پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قبیلہ بنی سلیم کا ایک شخص مسمی قیس بن نسیبہ رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپﷺ سے قرآن سنا اور چند سوالات کئے جن کا جواب آنحضرتﷺ نے عطا فرمایا تو یہ اسی وقت مسلمان ہو گئے اور پھر اپنی قوم میں واپس گئے تو لوگوں سے کہا

"میں نے روم و فارس کے فصحاء بلغا کے کلام سنے ہیں۔ بہت سے کاہنوں کے کلمات سننے کا تجربہ ہوا ہے۔ حمیر کے مقالات سنتا رہا ہوں مگر محمدﷺ کے کلام کی مثل میں نے آج تک نہیں سنا۔ تم سب میری بات مانو اور ان کا اتباع کرو۔ ان ہی کی تحریک و تبلیغ پر ان کی قوم کے ایک ہزار آدمی فتح مکہ کے موقع پر آنحضرتﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف باسلام ہو گئے۔

جب نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور دنیا کی فضاؤں میں قرآن عزیز کے انقلاب آفریں نغمے گونجے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دور گزشتہ کی جاہلی تہذیبوں کی بنیادیں ہل گئیں۔ رومن ایمپائر ہیر جینی شہنشاہیت اور ایرانی ڈکٹیٹر شپ کی مرتفع عمارتیں اور فولادی قلعے پیوند خاک ہو گئے۔ ملک پرستی قوم پرستی نسل پرستی آباؤ مشائخ پرستی اور دیگر ہر قسم کی ناجائز اور باطل پرستیوں کا جنازہ بے گور و کفن نکل آیا اور اس کی جگہ خالص خدا پرستی کی اعلیٰ اور پائیدار بنیادوں پر معاشرے کی تشکیل جدید ہوئی اور قوموں اور ملتوں کی سعادت و کامرانیوں کا ستارہ چمکا۔ اور نئی زندگی نے پہلو سے آواز دی۔

اسلام کا یہ انقلاب عظیم جو دیکھتے ہی دیکھتے چند سالوں میں ساری کائنات میں ظہور پذیر ہوا اور جس نے دنیا کی ساری گزشتہ تہذیبوں اور ملتوں کو پیوند خاک کر کے بالآخر انسانیت کو خالص خدا پرستی اور وحدت دین کے رشتہ میں پرو کر رکھ دیا۔ یہ قرآن عزیز کا وہ اعجاز اور ادبی انقلاب اعجاز ہے

جس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی اور جس پر دنیا کے لاکھوں اور کروڑوں انقلابات کو قربان کیا جا سکتا ہے۔

لیکن یہ عبرت کا مقام ہے آج جبکہ ہر چیز قیمتی ہے یہاں تک کہ کوڑے کے ڈھیر اور گندگی تک مہنگے داموں فروخت ہو رہی ہے۔ مراثی اور ڈوم کی قدر ہے۔ گویوں کی قدر ہے۔ ناچنے گانے والوں کی قدر ہے۔ اگر کوئی چیز بے قیمت ہے تو وہ حافظ قرآن ہے۔ حافظ قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہر شخص جو تھوڑا یا زیادہ لکھا پڑھا ہے کسی نہ کسی محکمہ میں گھس جاتا ہے لیکن حافظ قرآن کے لئے کسی محکمے کا دروازہ کھلا نہیں۔ گانا گانے والوں کی قدر ہے لیکن حافظ قرآن کی کوئی قدر نہیں۔ لیکن یہ ایک اور اعجاز ہے اس بے قدری کے باوجود قرآن کے حافظوں کی اتنی کثرت ہے کہ کوئی ادارہ حافظ شماری کرے تو لاتعداد حافظ ملیں گے۔ قرآن مجید کے سوا کوئی کتاب ایسی نہیں جس کے حافظ بکثرت دنیا کے ہر گوشے میں ہوں۔

دوکاندار چند پیسوں کے لئے قرآن مجید کی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ایسے انسان بھی ہیں جو دو دو روپوں کے لئے جھوٹ بولتے ہیں اور قرآن اٹھانے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

جب قول و قسم لینے کیلئے تکرار کی نوبت آتی ہے پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں ہمارے معاشرے میں انگریز کا اصول' انگریز کا قانون چل رہا ہے۔ معاشرہ کیسے سدھرے انگریز کے قانون نے جرائم ختم کرنے کی بجائے جرائم میں اضافہ کیا ہے۔

یہ مری عقیدت کے وعدے' قانون پہ راضی غیروں کے یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی ستایا جاتا ہوں

اعجاز دیکھئے جنہوں نے قرآن مجید کے ضابطہ حیات کو اپنایا ان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں' رحمتیں' برکتیں بارش کی طرح چھم چھم برسیں۔ مسلمانوں نے جب بھی چوٹ کھائی ہے قرآن کے حکموں کی خلاف ورزی میں کھائی ہے۔ آج مسلمان آفات میں گھرا ہوا ہے۔ کافروں کے آگے ہاتھ جوڑ رہا ہے۔ مسلمانوں نے قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا مغلوبی ہمارا مقدر بن گئی۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

جو معاشرہ۔ نظام یا نظریہ قرآن سے ہٹ گیا وہ فلاح و سعادت سے محروم ہو گیا برکت سے محروم ہو گیا ہے اور مصائب میں گھر گیا۔ جب مسلمان قرآن پاک کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے علاقے فتح ہو جاتے تھے اور صدقہ و خیرات دینے کے لئے غریب تلاش کرنے پڑتے تھے۔ جب سے مسلمان نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے ہر طرف سے مسلمانوں پر قہر نازل ہو رہے ہیں۔

حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ یرموک کے محاذ پر برسرپیکار ہیں۔ عیسائیوں کا لشکر سامنے ہے۔ جرجہ اس کو کہتے ہیں عربی میں ------ وہ سپہ سالار ہے عیسائیوں کا ادھر خالد ابن ولید کی فوجیں ہیں۔ فوجیں بالکل آمنے سامنے ہیں۔ مبارزت کا زمانہ ہے دست بدست جنگیں ہوتی تھیں تو جرجہ کو خیال آیا کہ چلو بھائی اس سے جا کر بات تو کریں (جنگ شروع ہونے سے پہلے) خوش نصیب تھا حاضر خدمت ہوتا ہے خالد ابن ولید کی کہ جی میں امن چاہتا ہوں آپ سے دو باتیں کرتا ہوں۔ فرمایا آ جایئے۔ بات شروع ہوتی ہے۔ پوچھتا ہے کہ آپ کے نبی ﷺ پر آسمان سے کیا کیا چیزیں نازل ہوئی ہیں؟ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ پر آسمان سے قرآن نازل ہوا ہے۔ اچھا؟ وہ جو کہتے ہیں آسمان سے ایک تلوار بھی نازل ہوئی ہے؟ فرمایا "نہیں" وہ اللہ کی تلوار آسمان سے نازل نہیں ہوئی۔ وہ میں امام الانبیاء ﷺ کا غلام ہوں۔ مجھ کو حضور ﷺ نے لقب دیا ہے۔ سیف من سیوف اللہ (خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک ہے) وہ مجھے لقب دیا ہے امام الانبیاء ﷺ نے۔ آسمان سے کوئی اور چیز نازل نہیں ہوئی سوائے قرآن کے۔ اچھا؟ یہ بات ہے؟ تو پھر اتنے بہادر ہو کر آپ نے کیوں اسلام کیوں کیا؟ اچھا؟ میں کیوں مسلمان ہوا؟ تو کیا جانتا ہے اسلام کو؟ بات چلی تو آخر اس نے کہا اچھا پھر مجھے وہ بات سنا دیجئے جو آپ کے نبی ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ پڑھنے والا خالد ابن ولید میدان جنگ میں ابھی جنگ شروع ہونے والی ہے۔ خالد قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور دل سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! تیرے سامنے کوئی مشکل ہے؟ مرے دل کو پھیر دیا۔

حضور ﷺ کے قدموں میں گرا دیا۔ میں نے غزوہ احد میں مسلمانوں کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے تھے۔ ستر مسلمان میں نے شہید کئے تھے۔ میں سپہ سالار اور فوجی راز کا واقف ہوں جیسے تو نے مرے دل کو پھیرا۔ محمد ﷺ کے قدموں میں گرا دیا۔ اے مرے اللہ! اس جرنیل کے دل کو تو نہیں پھیر سکتا؟ قرآن پڑھتا میں ہوں۔ مزہ تب مری تلاوت ختم نہ ہو اور یہ پڑھ لے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ------ حضرت خالد فرماتے ہیں کہ اچھا میں پڑھتا ہوں سن۔ خالد نے قرآن پڑھا اور دل سے دعا ہو رہی ہے۔ دعا کرتے ہیں قرآن پڑھتے ہیں۔ تلاوت ختم ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے جرجہ کہ یار خالد! آئی بات ہے میں سمجھ گیا دین اسلام سچا ہے۔ ہاتھ لمبا کرتا کہ میں پڑھوں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سامنے فوج ہے پوری۔ جس کا جرنیل سپہ سالار کمانڈر انچیف۔ اس انتظار میں فوج کھڑی ہے کہ ہمارا کمانڈر انچیف گیا ہوا ہے کچھ صلح کی بات چیت ہو رہی ہے۔ ان کو کیا خبر کہ ان کا کمانڈر انچیف جہنم سے نکل کر جنت میں پہنچ چکا ہے۔ یہاں سے پیغام بھیجتا ہے کہ سن لو اے مرے سپاہیو! اسلام حق ہے میں نے خالد کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ہے اگر تم اپنا بھلا چاہتے ہو تو یہاں سے بھاگ جاؤ۔ ورنہ میری تلوار اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اسلام کے حق میں لڑے گی۔ کافروں سے لڑا اور شہادت کا درجہ پایا۔

ولید بن مغیرہ کے بارے میں قریش نے بہت چاہا کہ یہ اہم شخصیت کہیں اس کلام معجز نما کا شکار نہ ہو جائے ان کو سو طرح باز رکھنے کی کوشش کی۔ مگر ولید کا حال یہ تھا کہ ایک دفعہ آواز سنی تو جیسے شعلہ سا لپک گیا۔ قرآن کے اسیر بن گئے لوگوں نے کہا "مغیرہ" یہ کیا ہوا وہ کہنے لگے اس کلام نے دل موہ لیا۔ یہ انسانی کلام نہیں اس کی بات خوبصورت اور اس کا انداز دلنشین ہے۔ وہ اس بار آور درخت کی طرح ہے جس کے اوپر کا حصہ پھل دیتا ہے اور زیریں حصہ گھرا ہوتا ہے۔ یہ غالب ہو گا اور ہرگز مغلوب نہ ہو گا۔ جو اس سے ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا۔

حضرت سوید بن الصامت اس بات کے مدعی تھے کہ ان کے پاس حضرت لقمان کا صحیفہ حکمت ہے جسے مجلہ لقمان کہتے تھے اور انہیں حکیمانہ اقوال بھی یاد تھے۔ حکمت کے علاوہ انہیں شاعری و شجاعت میں بھی کمال حاصل تھا اس بنا پر لوگوں میں کامل کے لقب سے معروف تھے۔ انہیں اپنی حکمت پر ناز تھا۔ چنانچہ انہوں نے قرآن مجید کی حکمت و بلاغت کا شہرہ سنا تو مقابلہ و مناظرہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ بعض نے لکھا ہے آپ ﷺ دعوت اسلام دینے ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت سوید رضی اللہ عنہ نے مجلہ لقمان پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اسے سراہا اور پھر انہیں قرآن حکیم سنایا تو وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ اسی وقت ایمان لے آئے۔ ذوق حکمت نے اگر انہیں کلام الٰہی پہچاننے کے قابل بنایا تو مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ حضرت سوید رضی اللہ عنہ کو ایمان کی دولت کے ساتھ حیات جاوید بھی عطا کی جائے۔ چنانچہ جب وہ واپس مدینے پہنچے تو ایک سچے مسلمان کی طرح تحریک اسلام کے لئے کام کرنے لگے لیکن انہیں یہ کام کرنے کی زیادہ مہلت نہ ملی کیونکہ جنگ بعاث میں وہ جان پر کھیل گئے۔ لیکن پھر بھی تحریک اسلام کو اہل مدینہ سے روشناس کرانے میں ان کی خدمت سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔

مکہ میں جب توحید الٰہی کا نعرہ گونجا اور قرآن کے نغمے فضاؤں میں بلند ہوئے تو باطل کے سربفلک ایوان و محلات پیوند خاک ہونے لگے۔ صدائے حق کو دبانے کے لئے باطل نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لیکن وہ لوگ بہرحال آواز حق کو دبا نہ سکے۔ تو مجبور ہو کر اہل مکہ نے ایک دوسرا پینترا بدلا اور دنیاوی عزو جاہ اور مادی ترغیبات کا سبز باغ دکھا کر حق کا راستہ روکنا چاہا۔ چنانچہ حسب مشورہ دار الندوہ اہل مکہ نے "عتبہ" کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے سارے ملک عرب کی طرف سے آپ ﷺ کی خدمت عرب کی حکومت' سرمایہ داری' عرب کی حسین ترین عورت کا تحفہ پیش کیا۔ اس کے عوض آپ ﷺ سے یہ گزارش کی گئی تھی کہ آپ ﷺ اسلام کی دعوت سے دستکش ہو جائیں۔

آنحضور ﷺ نے ان سب ترغیبات کے جواب میں قرآن پاک کی چند آیات پڑھ کر سنائیں۔ مقصود یہ تھا کہ

میرے لئے حاصل زندگی سرمایہ سعادت سرمایہ شادمانی اور وجہ سکون دل وجان یہی آیات الٰہی ہیں۔ آیات الٰہی کو سن کر عتبہ مبہوت ہو گیا اور چپ چاپ اٹھ کر چلا گیا۔

واپس جا کر اس نے لوگوں کو بتایا کہ میں نے محمد رسول اللہ ﷺ سے ایسا کلام سنا ہے جو جادوگر اور کاہن یا کسی بھی بڑے بڑے فاضل روزگار شخص کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یقیناً" وہ اللہ کا کلام ہے جو سراپا صداقت اور ہدایت کے لئے آب حیات سے لبریز ہے۔ یارو! مناسب یہ ہے کہ اب اس تحریک کا پیچھا کرنا چھوڑ دو۔ داعی اسلام کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

جب شاہ نجاشی کےسامنے سورۃ مریم کی تلاوت کی گئی تو اس پر رقت طاری ہو گئی اور وہ اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی۔ پھر کہا "خدا کی قسم یہ کلام الٰہی ہے اور کفار سے کہا کہ تم لوگ جاؤ میں اپنے پاس پناہ لینے والے مسلمانوں کو یہاں سے نہیں نکالوں گا۔

حضرت ابو ذر غفاری ؓ کے بھائی انیس قبیلہ غفار کے شاعر تھے۔ وہ تحقیق حال کے لئے رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ جب حضور ﷺ کی زبان مبارک سے قرآنی آیات سنیں تو زبان گنگ ہو گئی۔ اپنے قبیلے میں واپس گئے اور حضرت ابو ذر ؓ سے کہا۔ خدا کی قسم قریش جھوٹے ہیں جو کلام میں نے سنا ہے وہ عجیب سی چیز ہے۔ یہ نہ شاعری ہے نہ ساحری نہ کہانت۔ ان سب سے بلند ہے حضرت ابو ذر غفاری ؓ بھی مکہ روانہ ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

دعوت اسلام کو روکنے کے لئے جب اہل مکہ کی ترہیب و ترغیب سب بے کار ہو گئی تو دارالندوہ میں نعوذ باللہ حضور ﷺ کو قتل کر دینے کا فیصلہ کیا گیا اور اس کام کے لئے ان کا سب سے جری اور بہادر مرد عمر ابن خطاب متعین ہوا (جو بعد میں چل کر مسلمانوں کے اولوالعزم اور پر جلال خلیفہ مقرر ہوئے) یہ شمشیر برہنہ حضور نبی کریم ﷺ کی تلاش میں چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک مرد مسلم "نعیم" سے ملاقات ہوئی۔ نعیم نے حالات کا رخ پہچان کر کہا کہ پہلے اپنے بہن بہنوئی کی خبر لیجئے۔ اس کے بعد حضور پاک ﷺ کی طرف توجہ کرنا۔ تمہارے گھر میں یہ نور پہنچ چکا ہے۔ بہن اور بہنوئی دائرہ اسلام میں آ چکے ہیں۔ فرط غضب میں سرشار ہو کر عمر ابن خطاب راستہ بدل کر اپنے بہنوئی کے گھر پہنچے تو خوش قسمتی سے وہ لوگ ایک صحابی سے قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔ قرآن پاک کی چند آیات کا عمر کے قلب و جگر پر ایسا اثر پڑا کہ آنکھیں اشک بار اور دل بے قابو ہو گیا اور کفر کی ساری تاریکی موم کی طرح پگھل کر بہہ گئی۔ وہاں سے باچشم ترجب "دار ارقم" میں حضور پاک ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ آپ نے اپنا سر آستانہ رسالت پر رکھ دیا۔

حضرت ابو عقیل لبید بن ربیعہ اکابر شعراء میں سے تھے۔ آپ نے اسلام سے قبل اپنے شعر کلام کی دھاک بٹھا دی تھی۔ بارہ ہزار شعر کہے ہیں۔ اسلام لانے کے بعد ایسا قادر الکلام شاعر قرآن پاک کے عشق میں ایسا گم ہوا کہ شعر و شاعری کا مشغلہ ہی ترک کر دیا۔

حضرت فاروق اعظم ؓ نے ایک دن کہا لبید! مجھے اپنے کلام میں سے چند شعر سناؤ۔

حضرت لبید نے فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھنے کی توفیق دی ہے میں نے شعر و شاعری چھوڑ دی ہے۔ حضرت عمر ؓ نے یہ جواب سن کر ان کا وظیفہ دو ہزار کی بجائے ڈھائی ہزار کر دیا۔ یہ ہے عشق قرآن کہ نئے اشعار کہنے سے تو رہے۔ اپنے پرانے اشعار بھی زبان پر لانے پسند نہ تھے۔

سیدہ کائنات صدیقہ بنتِ صدیق ام المؤمنین

حضرت سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا

خالد معاویہ بن داؤد معاویہ انصاری کلورکوٹ۔ ضلع بھکر

نام عائشہؓ لقب صدیقہ' طاہرہ' خطاب ام المؤمنین کنیت ام عبد اللہ' سیدہ عائشہؓ کے والد کا نام عبد اللہ ؓ تھا۔ ابو بکر کنیت اور لقب صدیق تھا۔ والدہ کا نام زینبؓ اور کنیت ام رومان تھی۔

سلسلہ نسب :۔

والد کی طرف سے سلسلہ نسب عائشہؓ بنت ابی بکر ؓ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن ابن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر او ربن مالک ہے۔ اور والدہ کی طرف سے عائشہؓ بنت ام رومانؓ بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک اور بن کنانہ ہے اس طرح ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ والد کی طرف سے قریشیہ تیمیہ ہیں اور والدہ کی طرف سے کنانیہ ہیں۔ اور یوں سیدہ عائشہؓ کا والد کی طرف سے نسب ساتویں آٹھویں پشت میں حضور اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ سے جا کر ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے گیارہویں پشت میں نبی اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ امام الانبیاء سید البشر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ۱۱ ازوجہ طیباتؓ تھیں ان میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اپنے علم اور فضائل و کمالات اور استاذ صحابہؓ کا شرف حاصل ہونے کی وجہ سے امتیازی وصف رکھتی تھیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا عقد مبارک نبوت کے دسویں سال میں حضور انور ﷺ سے ہوا۔ عقد سے پہلے جبرائیل علیہ السلام نے سیدہ عائشہؓ کی تصویر مبارک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دکھائی تھی اور کہا تھا کہ یہ آپ ﷺ کے عقد مبارک میں آئے گی۔ سیدہ عائشہؓ کا نکاح سیدنا صدیق اکبر ؓ نے پڑھایا آپ کا حق مہر ۵۰۰ سو درہم قرار پایا تھا۔ اور رخصتی اسلامی مہینے شوال المکرم اور انگریزی مہینے کے مطابق اپریل ۶۲۳ء میں ہوئی۔ صحابہ کرام ؓ کو مسائل کے سلسلے میں جب بھی مشکلات پیش آتیں تو صحابہ کرام ؓ اپنے مسائل کے حل کے لئے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حضور جایا کرتے تھے۔ صحیح ترمذی میں سیدنا ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے ہم صحابہ کرام ؓ کو کوئی ایسی مشکل بات کبھی پیش نہیں آئی جس کو ہم نے عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات ہم کو نہ ملی ہوں۔

فضائل و کمال :۔

علمی حیثیت سے سیدہ عائشہؓ کو نہ صرف عام عورتوں' امہات المؤمنین' خاص خاص صحابیوں پر اور چند بڑے بڑے بزرگ صحابہ کرام ؓ کو چھوڑ کر اکثر صحابہ کرام ؓ پر برتری حاصل تھی۔

عطا ابن الرباح تابعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہؓ سب سے زیادہ فقیہ' خاص و علوم میں سب سے اچھی رائے والی تھیں (مستدرک حاکم) جلیل القدر تابعی ابو سلمہؒ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا جاننے والا اور رائے میں اگر اس کی ضرورت پڑے ان سے زیادہ فقیہ اور آیتوں کے شان نزول اور فرائض و مسائل سے واقف کار سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔ (مستدرک)

امام زہریؒ جنہوں نے بڑے بڑے صحابہ کرام ؓ کی آغوش میں تربیت پائی فرماتے ہیں سیدہ عائشہؓ عام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں بڑے بڑے صحابہ کرام ؓ ان سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔

احادیث کا حفظ کرنا حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کی

اشاعت کا فرض دیگر ازواج مطہرات بھی کیا کرتی تھیں لیکن سیدہ عائشہؓ کے مقام اور درجہ کو کوئی بھی نہ پہنچی سیدہ عائشہؓ سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔ امام زہری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر مردوں کا اور امہات المومنینؓ کا علم ایک جگہ جمع کیا جاتا تو سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا علم سب سے زیادہ وسیع ہو جاتا۔ (مستدرک حاکم)

ایک دن خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک درباری سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے اس نے کہا امیر المومنینؓ آپ رضی اللہ عنہ ہیں امام السیاست سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ میں قسم دیتا ہوں سچ سچ بتاؤ اس نے کہا اگر یہ بات ہے تو ام المومنینؓ سیدہ عائشہؓ ہیں۔

حواری رسولؐ کے لخت جگر عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ میں نے حلال و حرام علم اور طب میں ام المومنین سیدہ عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا (مستدرک حاکم)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء خاتم الرسل ﷺ نے فرمایا میں نے کسی عورت سے اس وقت تک نکاح نہیں کیا جب تک جبرائیل علیہ السلام امین اللہ کی طرف سے وحی لے کر نہ آئے ہوں سیدہ عائشہؓ کے نکاح میں بھی یہی صورت پیش آئی۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین سید البشر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا مردوں میں بہت سے لوگ کمال کو پہنچے مگر عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم کے کمال کو کوئی نہ پہنچی۔ لیکن سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی فضیلتیں تمام عورتوں پر ایسی ہیں جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر (صحیح بخاری)

اخلاق و عادات :۔

ام المومنین سیدہ عائشہؓ نے بچپن سے لے کر جوانی تک کا سارا زمانہ امام الانبیاء سید الکونین خاتم الرسل حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی صحبت میں گزارا۔ جو دنیا میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے آئے تھے۔ اور جس کے روئے جمال کا غازہ انک لعلی خلق عظیم ہے۔ سیدہ عائشہؓ کا اخلاق بہت اونچا تھا۔ وہ نہایت سنجیدہ، فیاض، قانع، بردبار، عبادت گزار اور رحمدل تھیں۔

قناعت پسندی :۔

عورت اور قناعت پسندی دو مخالف چیزیں معلوم ہوتی ہیں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ میں نے (معراج کی شب) دوزخ میں سب سے زیادہ عورتوں کو دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وجہ دریافت فرمائی تو آپ ﷺ نے فرمایا شوہروں کی ناشکر گزاری کی وجہ سے؟ لیکن سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی ذات ان تمام باتوں سے پاک تھی۔ انہوں نے اپنی ازدواجی زندگی نہایت سادہ طریقے سے گزاری انہوں نے ساقی کوثر شافع محشر نبی اکرم ﷺ سے بھی عمدہ لباس، قیمتی زیور، لذیذ الوان نعمت اور عالی شان عمارت کی فرمائش نہیں کی۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ایک دفعہ کھانا طلب فرمایا پھر فرمایا میں کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتی کہ مجھے رونا نہ آتا ہو آپؓ کے شاگرد نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا مجھے وہ زمانہ یاد آتا ہے جب آنحضرت ﷺ نے دنیا کو چھوڑا۔ خدا کی قسم دن میں دو دفعہ کبھی سیر ہو کر آپ نے روٹی اور گوشت نہیں کھایا۔ (ترمذی۔ زہد)

دلیری :۔

سیدہ عائشہؓ نہایت دلیر تھیں۔ غزوہ احد میں مسلمانوں میں جب اضطراب برپا تھا اپنی پیٹھ پر مشک لاد کر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ غزوہ خندق میں چاروں طرف سے مشرکین محاصرہ کئے ہوئے تھے اور شہر کے اندر یہودیوں کے حملہ کا خوف تھا آپؓ بے خطر قلعہ سے نکل کر مسلمانوں کا نقشہ جنگ معائنہ کرتی تھیں۔ جنگ جمل میں وہ جس شان سے فوجوں کو لائیں وہ بھی ان کی شجاعت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

شوہر کی اطاعت :۔

حضور اکرم ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری اور آپ کی مسرت و رضا کے حصول میں شب و روز کوشاں رہتیں۔ اگر ذرا بھی آپ ﷺ کے چہرے پر حزن و ملال و کبیدہ خاطری کا اثر نظر آتا تو بے قرار ہو جاتیں حضور اکرم ﷺ کے قرابت داروں کا اتنا خیال رکھتیں کہ ان کی کوئی بات نہ ٹالتی تھیں۔ ایک دفعہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے خفا ہو کر ان سے نہ ملنے کی قسم کھا بیٹھیں۔ لیکن آنحضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے ننھیالی لوگوں نے سفارش کی تو انکار نہ کیا۔

فیاض و سخی :۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا اخلاق سب سے ممتاز جوہر ان کی طبعی فیاضی اور کشادہ دستی تھی۔ سیدہ عائشہؓ اور سیدہ اسماءؓ دونوں بہنیں تھیں۔ نہایت کریم النفس اور فیاض تھیں سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان دونوں سے زیادہ سخی اور صاحب کرم میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ ام المومنین سیدہ عائشہؓ رقم جوڑ کر جمع کرتی تھیں جب رقم اکھٹی ہو جاتی تو بانٹ دیتی تھیں اور سیدہ اسماءؓ جو کچھ پاتیں بانٹ دیتی تھیں (امام بخاری)

ایک مرتبہ امام السیاست خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم بھیجے شام ہونے تک ایک حصہ بھی اپنے پاس نہ رکھا سب محتاجوں اور فقیروں کو دے دیا۔ اتفاق سے اس دن سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا روزہ تھا۔ لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے سامان کے لئے کچھ تو رکھا ہوتا تو سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کہ تم نے یاد دلایا ہوتا۔ (مستدرک حاکم)

پردے کا اہتمام :۔

ام المومنین صدیقہ کائنات سیدہ عائشہؓ پردے کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ آیت حجاب کے بعد تو یہ تاکیدی فرض ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر چند بی بیوں نے عرض کہ اے ام المومنین چلئے حجر اسود کا بوسہ دے لیں فرمایا تم جا سکتی ہو میں مردوں کے ہجوم میں نہیں جا سکتی۔ (صحیح کتاب طواف النساء)

مردوں سے شریعت میں پردہ جائز نہیں لیکن ان کا کمال احتیاط دیکھیے کہ وہ اپنے حجرہ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے کے بعد بے پردہ نہیں جاتی تھیں۔ (ابن سعد)

وفات :۔

خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری حصہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ رمضان کے مہینہ میں بیمار ہوئیں اور ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ ہجری بمطابق ۱۳ جون ۶۷۸ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو امام الانبیاء سید البشر خاتم الرسل حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور امہات المومنینؓ سے محبت اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ۔ قرآن مجید کی تاثیر

عبارتیں گم ہو گئی ہیں پھر اس نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ وہ لوگ سورہ اذا جاء میں اس طرح لکھتے اور پڑھتے رہے افواجا فسبح اور یہ موسیقی کے اصولوں پر ہرگز پورا نہیں اترتا۔

میں اس وقت میرا واجبی سا فن تجوید کام آیا اور میں نے کہا اس کی تلاوت کا یہ ایک طریقہ نہیں۔ بلکہ اسے آپ افواجا کے بجائے افواجن پڑھ کر فسبح کے ساتھ بھی ملا سکتے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ اچھل پڑا اور بولا۔ اگر یہ بات ہے تو قرآن میں ہرگز کوئی خامی نہیں ہے اور میں از سر نو ایمان لا کر اپنے ضعف یقین پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں کہ وہ مجھے دین حق پر استقامت بخشے۔

عبد اللہ گلبرٹ کو ترکوں سے بے حد محبت تھی چنانچہ پیرس میں وہ نماز جمعہ پڑھنے ترک مسجد جایا کرتا تھا۔

ایک روز ایک ترک دوست مجھ سے ملنے آیا اور اس نے بتایا کہ عبد اللہ انتہائی بیمار ہے میں فوراً اس کے ہمراہ عبد اللہ کی بہن کے گھر پہنچا جہاں اس مسلم کا علاج ہو رہا تھا۔ افسوس کہ اب دیر ہو چکی تھی وہ شدید تکلیف میں اور بے ہوش تھا اس کے ایک دو روز بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

از مولانا محمد اجمل خان' لاہور

لیلۃ القدر کا تعارف اور اسکی فضیلت

اس مبارک مہینہ میں ایک عظیم الشان نعمت اور بڑی بھاری دولت لیلۃ القدر کا ہونا ہے جس کی وجہ سے رمضان المبارک کی عظمت اور برکت میں اور بھی چار چاند لگ گئے اور اس کی شان دوبالا ہو گئی۔ اس رات کی فضیلت میں یہی بات کچھ کم نہیں تھی کہ اس کی فضیلت کے بیان کے لئے قرآن پاک میں ایک پوری سورۃ (سورۃ القدر کے نام سے) نازل ہو چکی ہے' جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اس رات میں عبادت کرنا ہزار مہینے کی عبادت سے افضل اور بہتر ہے۔ جتنا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے ملتا ہے' اس سے کہیں زیادہ ثواب صرف اس ایک رات کی عبادت میں ملتا ہے۔ (قال سفیان الثوری بلغنی عن مجاھد قال عملها صیامها وقیامها خیر من الف شهر) (ابن جریر طبری)

اور علامہ قرطبی" اس رات کی جلالت شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

وفی تلک اللیلۃ یقسم الخیر الکثیر الذی لا یوجد مثلہ فی الف شہر یعنی اس رات میں اتنی خیر کثیر تقسیم کی جاتی ہے جتنی ایک ہزار مہینہ میں بھی تقسیم نہیں ہوتی اور اس زیادہ ثواب کی کوئی حد بھی بیان نہیں فرمائی گئی۔ اور ہزار مہینوں کے تراسی سال اور چار ماہ ہوتے ہیں۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خاص تجلی غروب آفتاب سے طلوع فجر تک رہتی ہے اور اس میں ملائکہ اور روح القدس' صلحاء اور عابدین کی زیارت و ملاقات کے لئے آتے ہیں اور اسی رات میں قرآن کا نزول ہوا تھا۔ اسی میں فرشتوں کی پیدائش ہوئی' اسی میں آدم کا مادۂ پیدائش جمع ہونا شروع ہوا' اسی میں جنت میں درخت لگائے گئے۔ اس میں دعا قبول ہوتی ہے اور عبادت کا ثواب بہت ہوتا ہے۔

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ

۱ قدر کے ایک معنے عظمت و شرف کے ہیں۔ امام زہری فرماتے ہیں :

سمیت بها لعظمته و الشرف لان العمل فیه یکون قدر عند اللہ (مظہری کبیر)

اور علامہ قرطبی نے اس رات کو القدر کہنے کی وجہ یوں بیان کی ہے :

قیل سمیت بذالک لانہ انزل فیه کتابا ذا قدر علی رسول ذی قدر علی امۃ ذات قدر اھ۔ (قرطبی' مطبوعہ بیروت) یعنی اسے شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر و منزلت والی کتاب بڑی قدر و منزلت والے رسول پر بڑی قدر و منزلت والی امت کے لئے نازل فرمائی۔

۲ اور بعض نے کہا کہ قدر سے مراد یہاں تنگی کرنا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے : ومن قدر علیه رزقه الایہ۔ اور اس رات کی تنگی کا مطلب یہ ہے کہ اس رات میں اس قدر فرشتے زمین پر اترتے ہیں کہ زمین ان کے لئے تنگ ہو جاتی ہے۔

۳ اور قدر کے ایک معنی تقدیر و حکم کے بھی آتے ہیں۔ اس معنے کے اعتبار سے لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس رات میں تمام مخلوقات کے لئے جو کچھ تقدیر ازلی میں لکھا ہے اس کا جو حصہ اس سال میں رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہے وہ ان فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور تنفیذ امور کے لئے مامور ہیں۔ اس میں انسان کی عمر اور موت' رزق اور بارش وغیرہ کی مقداریں مقررہ فرشتوں کو لکھوا دی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ جس شخص کو اس سال میں حج نصیب ہو گا وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے اور یہ فرشتے جن کو یہ امور سپرد کئے جاتے ہیں بقول ابن عباس چار ہیں۔ اسرافیل' میکائیل' عزرائیل' جبرائیل علیہم السلام۔ الخ۔ (تفسیر معارف القرآن' جلد ۸' ص ۷۹۱' بحوالہ قرطبی)

اور قاضی بیضاوی بھی دو وجہ لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ میں لکھتے ہیں :

وتسمیتها بذالک لشرفها او لتقدیر الامور فیها (بیضاوی) یعنی لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ یا تو اس کی قدر و منزلت کی وجہ سے ہے یا اس رات میں (سال بھر) کے امور مقدر کئے جاتے ہیں) اور علامہ زرقانی نے شرح موطا' جلد ۲ ص ۴۸۵ پر وجہ تسمیہ پر مفصل کلام نقل کیا ہے۔

لیلۃ القدر کی تعیین میں علماء کا اختلاف

تاریخ کے تعیین کے بارے میں علماء کا بڑا اختلاف ہے۔ لیکن صحیح حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں : تحروا لیلۃ القدر فی العشر الواخر من شهر رمضان۔ (یعنی رمضان شریف کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کرو۔ (معالم التنزیل) اور دوسری حدیث میں ہے کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ چنانچہ علامہ آلوسی مفتی بغداد لکھتے ہیں :

الاکثرون علی انها فی الاواخر الکثر الاحادیث الصحیحته فی ذالک و آکثر هم علی انها فی اوتارها الذالک ایضا۔ (روح المعانی)۔ راجح قول یہ ہے کہ وہ رات اس مبارک مہینہ کے آخری عشرہ کی پانچ طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں ہوتی ہے۔ کسی سال کسی طاق رات میں اور کسی سال کسی دوسری طاق رات میں غیر معین طور پر ہوتی ہے۔ ہر سال ایک ہی رات میں نہیں ہوتی مگر ہوتی ہے انہی پانچ راتوں میں سے کسی ایک رات میں' اس لئے مختلف راتوں میں اس کا ہونا بیان کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو : فوائد علامہ عثمانی' ص ۸۲۷)

علماء اور احناف نے اس لیلۃ القدر کے وقوع کے لئے ۲۷ ویں شب رمضان کا قول اختیار کیا ہے۔ وهی لیلته السابع و العشرین من رمضان کذا روی ابو حنیفته عن عاصم عن زر ان ابی بن کعب کان یحلف علی لیلته القدر انها لیلته السابع و العشرین من رمضان وعلیه الجمهور۔ (مدارک' مطبوعہ بیروت)

وکثیر منهم ذهب الی انها اللیلته السابعته والعشرین من تلک الاوتار وصح من روایته الامام احمد و مسلم وابی داؤد و الترمذی والنسائی وابن حبان و غیر هم ان زر ان حبیش سال ابی بن کعب عنها فحلف لا یستثنی انها اللیلته سبع و عشرین۔ (روح المعانی) یعنی اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ رمضان شریف کی ۲۷ ویں رات لیلۃ القدر ہے۔ حضرت ابی بن کعب تو اس پر قسم بھی کھایا کرتے تھے۔

فائدہ:

شیخ الدلائل حضرت مولانا عبد الحق مہاجر مکی قدس سرہ الاکلیل علی مدارک التنزیل میں سورۃ القدر کے تفسیری فوائد کے خاتمہ پر لکھتے ہیں :

ترجمہ : خطیب شربینی نے اپنی تفسیر "السراج المنیر" میں قطب زمان حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی قدس سرہ سے نقل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص لیلۃ القدر کو معلوم کرنا چاہے تو رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو دیکھے۔ اگر پہلی تاریخ یک شنبہ (اتوار) ہو تو لیلۃ القدر ۲۹ شب کو ہوگی اور اگر پہلی تاریخ دو شنبہ (پیر) ہو تو لیلۃ القدر ۲۱ شب کو ہوگی اور اگر پہلی تاریخ سہ شنبہ (منگل) ہو تو لیلۃ القدر ۲۷ شب کو ہوگی۔ اور اگر پہلی تاریخ چہار شنبہ (بدھ) ہو تو لیلۃ القدر ۱۹ شب کو ہوگی۔ اور اگر پہلی تاریخ پنج شنبہ (جمعرات) ہو تو پھر لیلۃ القدر ۲۵ شب کو ہوگی اور اگر پہلی تاریخ جمعہ ہو تو لیلۃ القدر ۱۷ شب کو ہوگی اور اگر پہلی تاریخ شنبہ (ہفتہ) ہو تو لیلۃ القدر ۲۳ شب کو ہوگی۔

الشیء۔ واللہ تعالیٰ اعلم باسرارہ و خفایاہ۔

فائدہ :

علماء کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ یہ رات موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گی کیونکہ اس باب میں صحیح و مشہور احادیث وارد ہیں' البتہ علماء نے اس رات کے محل میں اختلاف کیا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (مرقات' صفحہ ۳۴۲۔۳۳۱ جلد ۴ و فتح الباری ص ۲۱۵' جلد ۴ و فیض الباری ص ۱۸۴' جلد ۳ و نیل الاوطار' ص ۱۵۶' جلد ۴ مسوی و مصفیٰ ص ۳۱۶' جلد ۱ و زرقانی' ص ۴۹۵' جلد ۲ و لامع الدراری' ص ۷۰۲' جلد ۲' مطبوعہ ہند و بذل المجہود)

لیلۃ القدر کے اخفاء میں حکمت

لیلۃ القدر کو متعین نہ فرمانے میں بھی کئی حکمتیں ہیں تاکہ مسلمان اس رات کی تلاش میں زیادہ نہیں تو کم از کم پانچ طاق راتیں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں گزاریں۔ اگر رات متعین کر دی جاتی تو لوگ صرف اسی رات کو جاگتے اور عبادت کرتے۔ نیز اس رات کو اگر مقرر کر دیا جاتا تو اسے ذکر و عبادت میں گزارنے والے تو اجر عظیم کے مستحق قرار پاتے لیکن اسے گناہوں میں صرف کرنے والے بھی سنگین سزا میں مبتلا کئے جاتے کیونکہ انہوں نے شب قدر کو جانتے ہوئے اسے خدا کی نافرمانی میں ضائع کیا۔ اس لئے رحمت کا تقاضا یہی ہے کہ اسے مستور رکھا جائے۔ تاکہ اگر کوئی بے نصیب بے خبری میں اس رات کو گناہوں کی بھینٹ چڑھاتا ہے' تو اسے گناہ ایک عام رات کا ملے اور جاگنے والے زیادہ راتیں جاگتے رہیں۔

علامہ سید نعمان آفندی لکھتے ہیں :

(غالیۃ المواعظ' ص ۱۱۵' جلد ۱' وھکذا فی فتح الملہم' ص ۱۹۸' جلد ۳)

ترجمہ : علماء کرام نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کے پوشیدہ رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ اس کا طلبگار دوسری راتوں میں بھی اس کی طلب میں خوب بڑھ چڑھ کر عبادت کرے۔ گویا رمضان شریف کی تمام راتوں میں اس کی تلاش میں شب بیدار رہے' جیسا کہ سلف صالحین کا معمول رہا ہے اور نیز علماء نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن میں قبولیت دعا کی ساعت کو مخفی و پوشیدہ رکھنے میں بھی یہی راز مضمر ہے۔

اور تفسیر مدارک' جلد ۵ میں ہے :

یعنی اس شب کی اخفاء میں یہ حکمت ہے کہ لوگ اس رات کی تلاش میں اکثر و بیشتر راتیں عبادت میں گزاریں۔ (اس خیال سے کہ) شاید یہی رات لیلۃ القدر ہو۔ (اور اخفاء میں لیلۃ القدر کے اور بھی نظائر ہیں) مثل صلوٰۃ وسطیٰ کے نمازوں اور اسم اعظم کے اسماء حسنیٰ میں۔ قبولیت دعا کی ساعت جمعہ کے دن میں اور طاعات میں سے کسی طاعت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور گناہوں میں سے کسی گناہ میں اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کو مخفی رکھا گیا ہے۔

(ہکذا فی الزرقانی علی الموطا' ص ۴۹۸' جلد ۲)

لیلۃ القدر اس امت مرحومہ کی خصوصیات میں سے ہے

یہ رات بالخصوص اسی امت کے لئے مقرر ہوئی تاکہ چھوٹی عمروں کے باوجود زیادہ ثواب حاصل کر سکیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں آیا کہ آنحضرت ﷺ کو جب اگلی امتوں کی عمروں کا حال معلوم ہوا تو آپ کو افسوس ہوا کہ میری امت کے لوگ جن کی عمریں کم ہیں' تھوڑی مدت میں ان لوگوں جیسے اعمال نہیں کر سکیں گے' سو اللہ تعالیٰ نے انہیں لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا حال ذکر کیا جو ایک ہزار مہینے تک مشغول جہاد رہا۔ کبھی ہتھیار نہیں اتارے۔ مسلمانوں کو یہ سن کر تعجب ہوا۔ اس پر سورۃ القدر نازل ہوئی جس میں اسی امت کے لئے صرف ایک رات کی عبادت کو مجاہد کی عمر بھر کی عبادت یعنی ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دیا۔ اور ابن جریر نے بروایت مجاہد ایک دوسرا واقعہ یہ ذکر کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد کا یہ حال تھا کہ ساری رات عبادت میں مشغول رہتا اور صبح ہوتے ہی جہاد کے لئے نکل کھڑا ہوتا۔ دن بھر جہاد میں مشغول رہتا۔ ایک ہزار مہینے اس نے اسی مسلسل عبادت میں گزار دیئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ قدر نازل فرما کر اس امت کی فضیلت سب پر ثابت فرما دی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔

(تفسیر معارف القرآن بحوالہ مظہری۔ ص ۷۹۱' جلد ۸)

علامات لیلۃ القدر

سید نعمان آفندیؒ لکھتے ہیں :

(غالیۃ المواعظ' ص ۱۱۵' جلد ۱)

ترجمہ : بعض احادیث میں لیلۃ القدر کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ امام احمد کی اس حدیث میں جو حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے' یہ علامات ذکر کی گئی ہیں۔ منجملہ اس کی علامات کے یہ ہیں کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے' صاف شفاف' نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی۔ گویا اس میں (بوجہ کثرت انوار) چاند کھلا ہوا ہے۔ اس رات کو صبح تک آسمان کے ستارے (شیاطین کو) نہیں مارے جاتے۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس رات کو سمندر کا شور پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس رات کی صبح کو جب آفتاب نکلتا ہے تو بغیر شعاع کے نکلتا ہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ تمام درخت اس رات کو سجدہ میں گر جاتے ہیں مگر ایسی چیزوں کا تعلق امور کشفیہ سے ہے جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے۔ تفصیل کے لئے فتح الملہم' ص ۱۹۳ جلد ۳ ملاحظہ ہو' البتہ اس میں انہوں نے ایک واضح اور بڑی علامت یہ بیان کی ہے۔

یعنی اس رات کی بڑی علامت یہ ہے کہ عبادت و طاعت' خشوع و خضوع کی توفیق ملے اور عبادات میں لذت حاصل ہو' خصوصاً' قرآن مجید کی تلاوت میں ایسی لذت ہو جو کسی لذائذ سے زائد ہو۔ انتہی۔

فائدہ :

لیلۃ القدر میں بعض حضرات کو خاص انوار کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے مگر نہ یہ سب کو حاصل ہوتا ہے نہ رات کی برکات اور ثواب حاصل ہونے میں ایسے مشاہدات کو کچھ دخل ہے اس لئے اس کی فکر میں نہ پڑنا چاہئے۔

(تفسیر معارف القرآن' ص ۷۹۳' جلد ۸)

لیلۃ القدر کے بعض فضائل اور اس میں عبادت کا اجر و ثواب

اس رات کی سب سے بڑی فضیلت تو وہی ہے جو اس سورۃ القدر میں بیان ہوئی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی سال سے زائد کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔ پھر بہتر ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں۔ کتنی بہتر ہے کہ دو گنی' چوگنی' دس گنی' سو گنی وغیرہ سب ہی احتمالات ہیں۔

اور صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شب قدر میں عبادت کے لئے کھڑا رہا' اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر میں وہ تمام فرشتے جن کا مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے' جبرئیل امین کے ساتھ دنیا میں اترتے ہیں اور کوئی مومن مرد یا عورت ایسی نہیں جس کو وہ سلام نہ کرتے ہوں بجز اس آدمی کے جو شراب یا خنزیر کا گوشت کھاتا ہو۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر کی خیر و برکت سے محروم رہا' وہ بالکل ہی محروم' بدنصیب ہے۔

(تفسیر معارف القرآن' ص ۷۹۳' جلد ۸)

اس رات کو کون سی عبادت زیادہ بہتر ہے

سید نعمان آفندی آلوسی زادہ لکھتے ہیں :

(غالیۃ المواعظ' ص ۱۱۷' جلد ۱)

ترجمہ : حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ اس رات میں دعا کے ساتھ مشغول رہنا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت نماز کے اور آپ نے فرمایا اگر قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے بعد دعا کی جائے تو زیادہ مستحسن ہے اور ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ اس رات کو کامل ترین عبادت یہ ہے کہ مختلف عبادات مثلاً' نماز' تلاوت' دعا اور مراقبہ کو جمع کیا جائے۔

پس لیلۃ القدر کو نہایت خشوع و خضوع سے تعدیل ارکان کی رعایت کرتے ہوئے کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے چاہئیں اور صلوٰۃ التسبیح سے اس مبارک رات میں مشرف ہونا چاہئے' پھر بیٹھ کر قرآن مجید اس انداز میں پڑھیں گویا آپ خدا تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کے محبوب کلمات کو کثرت سے پڑھتے ہوئے حق سبحانہ و تعالیٰ کو راضی اور میزان کو بھاری کریں۔ وہ کلمات طیبات یہ ہیں :

سبحان اللہ عدد خلقہ و سبحان اللہ زنۃ عرشہ و سبحان اللہ رضا نفسہ و سبحان اللہ مداد کلماتہ و الحمد للہ مثل ذالک۔ ولا الہ الا اللہ مثل ذالک۔ واللہ اکبر مثل ذالک۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مثل ذالک۔

یا کلمہ تمجید پڑھنے کی برکات حاصل کریں اور محسن اعظم و رحمت مجسم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھیں اور جب دعا مانگیں تو ایسی جامع دعا مانگیں کہ پھر کوئی حسرت باقی نہ رہے۔

حضرت صدیقہؓ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر نصیب ہو تو کیا دعا مانگوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یوں دعا کرو : اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔ (ترجمہ : اے اللہ تو بہت درگزر فرمانے والا ہے۔ تو درگزر کو بہت پسند کرتا ہے۔ میرے گناہوں سے بھی درگزر فرمادے۔)

فائدہ :

یہ نہایت جامع دعا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے آخرت کے مطالبہ سے معاف فرما دیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے۔

من نگویم کہ طاعتم بپذیر قلم عفو بر گناہم کش

انتباہ :

انسان کو چاہئے کہ بڑی سرگرمی سے اس رات کی تلاش کرے۔ غفلت اور کاہلی سے کام نہ لے۔ ذوق شوق سے رمضان کے آخری عشرہ کی پانچ راتوں کو بیدار رہے اور انہیں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے گزار دے اور قول مختار یہ ہے کہ اکثر شب میں بیدار رہنا معتبر ہے۔ اگر کوئی آدمی تمام رات شب بیدار رہے اور یہ بیداری اس کے فرائض و سنن میں خلل کا باعث نہ ہو اور بیماری اور ملال کا اندیشہ نہ ہو تو یہ افضل ہے ورنہ تحمل و برداشت کے مطابق جس قدر شب بیداری ان راتوں میں ہو سکے' کرے۔ ایسا نہ ہو کہ رات بھر جاگ کر صبح کی نماز باجماعت فوت کر دے۔ عشاء کی نماز کو جماعت سے ادا کر کے سو جانا اور پھر صبح کی نماز باجماعت ادا کرنا' اس سے بہتر ہے کہ شب بھر جاگ کر صبح کی جماعت کو فوت کر دے۔ اگر زیادہ کچھ بھی نہ ہو سکے تو ان راتوں میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام کرے تاکہ اس کی برکت سے بالکل ہی محروم نہ رہے۔ (واللہ ولی التوفیق)

حضرت مولانا مفتی صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں :

مسئلہ :

جس شخص نے شب قدر میں عشاء اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی' اس نے بھی اس رات کا ثواب پالیا اور جو شخص جتنا زیادہ کرے گا' زیادہ ثواب پائے گا۔ صحیح مسلم میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرلی تو آدھی رات کے قیام کا ثواب پالیا اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت سے ادا کرلی تو پوری رات جاگنے اور عبادت کرنے کا ثواب حاصل کر لیا۔ اھ۔

(تفسیر معارف القرآن' ص ۷۹۳' جلد ۸)

فائدہ :

ان آیات میں لیلۃ القدر کو ایک ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ان ایک ہزار مہینوں کے اندر بھی ہر سال ایک شب قدر آئے گی تو حساب کس طرح بنے گا۔ آئمہ تفسیر نے فرمایا کہ یہاں ایک ہزار مہینوں سے وہ مراد ہیں جنمیں شب قدر شامل نہ ہو' اس لئے کوئی اشکال نہیں۔

(کذا ذکرہ ابن کثیر عن مجاہد)

فائدہ :

اختلاف مطالع کے سبب مختلف ملکوں اور شہروں میں شب قدر مختلف دنوں میں ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ ہر جگہ کے اعتبار سے جو رات شب قدر پائے گی' اس جگہ اسی رات میں شب قدر کے برکات حاصل ہوں گے۔ (واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم)۔

(از معارف القرآن' ص ۷۹۳' جلد ۸)

تحریکِ ختمِ نبوّت
1974
ترتیب و تدوین
مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت 1954ء تا 1974ء' قادیانی احتساب کی سرگزشت ○ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور مسلم لیگی حکومت کا عتاب ○ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سہروردی کے نام خط ○ ظفر اللہ خاں قادیانی کی نئی دہلی پریس کے پرانے شوہر کی دلچسپ داستان ○ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بزرگوں کو بشارتیں ○ قادیانیوں کا خلیفہ ربوہ کے مظالم کے خلاف احتجاج اور بغاوت ○ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس ○ مسیح موعود بننے کا پاکستانی امیدوار ○ اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے دلچسپ سوالات ○ سکندر مرزا ایک قومی غدار ○ "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی ○ محاذ قادیان پر کام کرنے والے مجاہد علماء کرام ○ اقبال اور قادیانیت ○ پنجاب یونیورسٹی اور قادیانیت ○ قادیانی جماعت کا بجٹ ○ فرقان فورس کیا بلا ہے؟ ○ خلیفہ ربوہ کی مشکوک سرگرمیاں ○ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں ○ اسرائیل میں مرزائی مشن ○ ربوہ کا سالانہ میلہ ○ ہفت روزہ "چٹان" کی ضبطی ○ مولانا عبید اللہ انور کی گرفتاری ○ بھٹو اور مرزا ناصر ○ فوج کا ہیڈ کوارٹر۔ ربوہ۔؟ ○ تبلیغ اسلام کے لیے قادیانیوں کا تقرر ○ ایم ایم احمد قادیانی قائم مقام صدر پاکستان ○ چینی سفیر ربوہ میں ○ مرزائی لندن پلان ○ مرزائی گھوڑے ○ رفیق باجوہ پر قاتلانہ حملہ ○ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان اور قادیانی ○ محکمہ تعلیم اور قادیانی ○ قادیانی خلیفہ کو پاکستان ایئر فورس کی سلامی ○ بھٹو کے خلاف مرزائی سازشیں ○ خلیج فارس میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ مولانا شمس الدین کی شہادت ○ ربوہ' علاقہ غیر ○ مرزائی سلطنت کے خواب ○ پاک فوج میں قادیانی سازشیں ○ پراسرار ربوہ ○ ربوہ' سازشوں کا مرکز ○ اسمبلی میں چوہدری ظہور الٰہی کا خطاب ○ صدر پاکستان اور قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد ○ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ○ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" مرزا ناصر احمد کی دھمکی ○ سانحہ ربوہ 1974ء ○ قادیانی غنڈوں کا مسلمان طلبہ پر وحشیانہ ظلم و ستم ○ حنیف رامے کی بدترین مرزائیت نوازی ○ قادیانی عورتوں کی حقیقت ○ قادیانی جنت و دوزخ ○ مرزا ناصر کے اندرون خانہ راز دار ایوب کا قتل ○ کوٹھیاں ربوہ میں ○ لیبیا کا اٹامک پلانٹ اور قادیانی ○ "شیزان" قادیانیوں کی فیکٹری ○ ملک قاسم مجید نظامی' آغا شورش کاشمیری کے عدالت میں باطل شکن بیانات ○ مرزا ناصر احمد عدالت کے کٹہرے میں ○ خلیفہ ربوہ کی لاہوری گروپ سے لاتعلقی ○ سانحہ ربوہ کے سلسلے میں جسٹس صمدانی ٹریبونل کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی پہلی بار منظر عام پر

○ کمپیوٹر کتابت ○ عمدہ کاغذ ○ اعلیٰ طباعت ○ چار رنگا خوبصورت ٹائٹل ○ مجلد ○ صفحات 1224 ○ قیمت 200 روپے
○ جماعتی کارکنوں کے لیے قیمت صرف 120 روپے ○ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ○ وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کا مدتوں انتظار تھا
پڑھیے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھیے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ' ملتان۔ فون: 40978

شب قدر

ہزار مہینوں سے افضل رات

ڈاکٹر محمد انوار اللہ

یوں تو انسان کی زندگی کے شب و روز اور اس کا ہر لمحہ نہایت قیمتی ہے اور اس کو گناہوں سے بچتے ہوئے زیادہ زیادہ نیک اعمال بجالانے میں صرف کرنا چاہئے۔ لیکن اللہ رب العزت نے بعض مقامات' مہینوں' دنوں اور راتوں کو فضیلت عطا فرمائی ہے جس میں نیک اعمال کا اجر و ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ مثلاً" مقامات خانہ کعبہ کو' مہینوں میں رمضان المبارک کو' دنوں میں یوم جمعہ کو اور راتوں میں شب قدر کی فضیلت و بزرگی و برتری عطا فرمائی ہے۔

شب قدر رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات ہے جو بہت ہی برکت اور خیر والی رات ہے۔ قرآن پاک میں اسی کو ہزار مہینوں سے افضل کہا گیا ہے اور اس رات کی عبادت ہزار راتوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس رات سے محروم رہا وہ بڑا ہی بدنصیب رہا۔

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ :۔

لیلہ اور قدر دونوں عربی الفاظ ہیں۔ لیلہ کے معنی رات اور قدر کے علاوہ نے مختلف معنی بیان کئے ہیں۔

۱ قدر کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے کہ اس رات میں نوع انسانی کے ہر عابد و زاہد کو اللہ رب العزت کے ہاں جو قدر و منزلت اور مرتبہ قرب عطا کیا جاتا ہے اس کی خبر اس رات کو ملائکۃ اللہ کو دی جاتی ہے

۲ دوسری اس کی عظمت و بزرگی کی وجہ یہ بتلائی اس رات میں بندگی و اطاعت کرنے والا انسان بھی عظمت و بزرگی اور شرف والا بن جاتا ہے۔

۳ چونکہ اس رات میں قدر والے فرشتے کے واسطے سے قدر والی امت کے لئے قدر والے رسول ﷺ پر قدر والی کتاب (یعنی قرآن مجید) اتاری گئی اس لئے اس رات کا نام ہی لیلۃ القدر رکھ دیا گیا۔

۴ قدر کے ایک معنی تنگی کے بھی آتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے قدر علیہ رزقہ یعنی فلاں کا رزق تنگ کر دیا گیا ہے۔ چونکہ اس رات میں ملائکہ کثرت سے زمین پر اترتے ہیں اور ان کی وجہ سے زمین تنگ ہو جاتی ہے۔

۵ قدر' تقدیر کے معنی بھی استعمال ہوتا ہے یعنی یہ لیلۃ التقدیر بھی کہلاتی ہے چونکہ اس شب میں سال آئندہ کے لئے روزی اور اس میں فراخی و تنگی' سردی و گرمی' بیماری اور تندرستی' قحط سالی و خوشحالی اور بھی دیگر حادثات عالم اور اہم امور کا فیصلہ اس شب میں کیا جاتا ہے اور اس رات ملائکۃ اللہ کو ان کے حسب مناسب امور سپرد کر دیئے جاتے ہیں اس کو فیصلہ والی رات بھی کہا جاتا ہے۔

شب قدر کیسے عطا ہوئی :۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لباب النقول میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے اسرائیل کے ایک عابد کا ذکر فرمایا ہے جو سارا دن روزہ رکھ کر راہ خدا میں صبح سے شام تک جہاد کرتا تھا اور ساری رات صبح تک عبادت کرتا تھا اور اس نے ہزاروں مہینے مسلسل یہی عمل کیا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر تعجب ہوا اور افسوس کیا کہ ہم کو یہ نعمت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ ہماری عمریں اس قدر نہیں پہنچتیں اور ہم میں اس قدر قوت و ہمت بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے ادھر تھوڑی توجہ فرمائی ادھر فرمان الٰہی جاری ہو گیا اور سورہ قدر نازل ہوئی جس کی ایک آیت میں اس رات کو ہزار مہینوں (جس کے ۸۳ سال ۴ ماہ بنتے ہیں) سے بہتر فرمایا گیا۔ یعنی تمہیں اس شب میں عبادت کا ثواب بنی اسرائیل کے اس مرد کی ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ملے گا۔ ہزار مہینوں کے برابر نہیں فرمایا بلکہ بڑھ کر فرمایا۔ درمنثور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ نے شب قدر صرف میری امت کو عطا فرمائی ہے پہلی امتوں کو نہیں۔ اندازہ فرمائیں امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حق تعالیٰ شانہ کے کس قدر بے انتہا احسانات اور عنایات ہیں وہ ان کی مغفرت کے لئے بہانہ چاہتے ہیں۔

شب قدر کی فضیلت :۔

قرآن و حدیث میں شب قدر کے کئی ایک فضائل بیان فرمائے گئے ہیں۔

(۱) اس رات قرآن پاک نازل ہوا (سورہ قدر) (۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ میں آتے ہیں اور جس شخص کو قیام و قعود اور ذکر میں مشغول پاتے ہیں اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ (۳) اس رات ملائکہ کی پیدائش ہوتی اور جنت میں درخت لگائے گئے۔ (مظاہر حق) (۴) اس رات حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر جمع اور تیار کیا گیا۔ (درمنثور) (۵) اسی رات بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی اور اسی رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے (درمنثور) (۶) اسی رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو مارے نہیں پاتے (درمنثور) (۷) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شب میں لوح محفوظ سے رزق' بارش' موت زندگی یہاں تک کہ حاجیوں کی تعداد نقل کرکے ملائکہ کو دی جاتی ہے (روح المعانی) (۸) اس رات ہر مومن پر ملائکہ کا سلام کرتا آیا ہے (بیان القرآن) (۹) اس رات کو ہزار مہینوں سے بہتر فرمایا گیا (سورہ قدر) (۱۰) اس شب میں ایمان اور ثواب کی نیت سے کام کرنے سے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری شریف)۔

شب قدر کی مذکورہ بالا فضیلت ساری رات کے لئے ہیں۔ یہ نہیں کہ شب کی کسی خاص حصہ میں یہ برکت ہو دوسری میں نہ ہو۔ اسی لئے ساری رات عبادت میں بسر کرنی چاہئے اور کوئی لمحہ ضائع نہ کرنا چاہئے۔

شب قدر کا تعین :۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی یا اپنے خانہ مبارک سے نکلے تاکہ ہمیں شب قدر کی خبر دیں اتنے میں دو مسلمان آپس میں جھگڑنے لگے اس پر آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ میں تمہیں شب قدر کی خبر دینے نکلا تھا مگر فلاں فلاں آپس میں جھگڑ پڑے اور اس دوران میں وہ اشغال گئی یعنی میں اس رات کا علم مجھ سے رفع کر لیا گیا شاید تمہاری بھلائی اسی میں تھی لہٰذا اب تم اسے ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ رات میں تلاش کرو۔

ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں یعنی ۲۱' ۲۳' ۲۵' ۲۷' ۲۹ میں تلاش کرو۔ زیادہ مشہور ۲۷ ویں شب ہے امام مالکؒ کے نزدیک کسی تاریخ کا تعین وثوق کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا آخری عشرہ کی سب راتیں برابر ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ۲۱ ویں شب زیادہ قابل اعتماد ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ۲۹ ویں شب کو خیال فرماتی تھیں۔ حضرت ابو مروہ رضی اللہ عنہ ۲۳ ویں شب کے قائل تھے۔ حضرت ابو

ذر رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ۲۵ ویں شب ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ وہ ۲۴ ویں شب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ۲۷ ویں شب ہے۔ اس تعیین پر ان کی دلیل یہ ہے کہ ۲۷ ویں شب زیادہ موکد ہے۔ صحابہ کرامؓ اپنے اپنے خواب آخری عشرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کرتے تھے اس پر آپ نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں کے خواب ۲۷ ویں شب کے متعلق متواتر ہیں اس لئے جو شخص شب قدر کی جستجو کرے وہ ۲۷ ویں رات کو کرے (روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ) یہ بھی مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے طاق عددوں پر سات سے زیادہ کسی طاق عدد کو لائق

اعتماد نہیں پایا۔ پھر جب سات کے عدد پر غور کیا تو آسمانوں کو بھی سات' زمین کو بھی سات' رات کو بھی سات' دریا بھی سات' صفا و مروہ کے درمیان چکر بھی سات بار ہے۔ خانہ کعبہ کا طواف بھی سات بار ہے۔ رمئی جمار بھی سات ہے۔ انسان کی تخلیق بھی سات اعضاء سے ہے۔ اس کے چہرے میں بھی سات سوارخ ہیں۔ قرآن مجید میں حم سے شروع ہونے والی سورتیں سات ہیں۔ سورہ الحمد کی آیات سات ہیں۔ قرآن پاک کی قرائتیں سات ہیں نیز منزلیں بھی سات ہیں۔ سجدہ بھی سات اعضاء سے ہوتا ہے۔ دوزخ کے دروازے سات ہیں اس کے نام اور درجے بھی سات ہیں۔ سات دن کی مسلسل اور لگاتار آندھی سے قوم عاد ہلاک ہو گئی حضرت یوسف علیہ السلام سات سال جیل خانہ میں رہے۔ بادشاہ مصر نے خواب میں جو گائیں دیکھی تھیں وہ سات تھیں۔ قحط کے بھی سات سال تھے اور ارزانی بھی

سات سال۔ پنچگانہ نماز کے فرائض کی رکعتیں سترہ ہیں۔ نسبی عورتیں بھی سات ہی حرام ہیں اور سسرالی عورتیں بھی سات حرام ہیں۔ کتا اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس کو سات بار پاک کرنے کا حکم ہے جس میں پہلی بار مٹی سے مانجھنا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام اپنی آزمائش میں سات سال مبتلا رہے۔ حضرت ام المومنین عائشہؓ نے فرمایا کہ میں سات سال کی تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مری امت کے شہداء سات طرح کے ہیں۔ (۱) راہ خدا (جہاد) میں مارا جانے والا (۲) طاعون سے مرنے والا (۳) سل کے مرض میں مرنے والا (۴) ڈوب کر مرنے والا (۵) جل کر مرنے والا (۶) پیٹ سے مرنے والا (۷) وضع حمل میں مرنے والی عورت۔ حضرت آدم علیہ السلام کا طول اس زمانے کے سات گز کے

قرآن مجید کی تاثیر اور صداقت کے معجز نما واقعات

ترتیب: محسن فارابی

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر سب سے بڑی دلیل قرآن کریم کا نزول ہے جس نے اہل عرب کو یہ کھلا چیلنج دیا کہ وہ قرآن پاک کی سورتوں جیسی ایک ہی سورت بنا لائیں لیکن وہ ایسا کرنے سے عاجز رہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے اور آپ کے مقابلے میں قریش فصاحت و بلاغت کے دعویدار اور شعر گوئی میں ماہر تھے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

"اے محمدؐ! ان سے فرما دیجئے کہ اگر تمام دنیا کے انسان اور جن مل کر یہ کوشش کریں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں تو اس جیسا کلام نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب کے سب ایسا کرنے میں ایک دوسرے کا معاون ہی کیوں نہ ہوں۔"

قرآن حکیم کا اعجاز اس کے حسن ترتیب اور غیر معمولی فصاحت و بلاغت ہی تک محدود نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حکمت و دانش' تقویٰ و اخلاق' قوانین الٰہیہ' علوم عقلیہ' تاریخ امم اور اخبار غیب تک حاوی ہے چنانچہ یہ کتاب مبین اس ہستیؐ نے دنیا کے سامنے پیش کی جس کا طغرائے امتیاز امی ہونا ہے رموز کلام میں کامل مہارت رکھنے والے ماہرین اس امر کے معترف ہیں کہ قرآن مجید کسی بشر کا کلام نہیں اور کوئی بھی اس جیسا کلام پیش کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ عتبہ بن ربیعہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے کلام اللہ کا کچھ حصہ سننے کے بعد قریش کے سامنے اس بات کا اعلان کیا تھا۔

"واللہ میں نے آج ایسا کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ خدا کی قسم وہ شعر ہے نہ سحر' کہانت ہے نہ سدانت' وہ کلام جو میں نے حضرت محمدؐ سے سنا ہے۔ عظیم الشان شوکت سے ہمکنار ہو گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقدین میں سے مغیرہ بن شعبہ بھی تھا جو فصاحت و بلاغت میں اپنا جواب آپ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کے سامنے کلام مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ان اللہ یامر........ تذکرون۔ (سورۃ نحل۔ ۹۰)

"بے شک خدائے تعالیٰ تمہیں انصاف' بھلائی اور قرابت داروں کی مالی اعانت کا حکم دیتا ہے۔ فواحش ناپسندیدہ افعال اور سرکشی سے منع فرماتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اس نصیحت کو مان لو۔"

یہ سن کر اس نے آپؐ سے اسے پھر تلاوت کرنے کی گزارش کی آپ نے پھر تلاوت فرمائی تو وہ پکار اٹھا۔

"بخدا! اس کلام میں ایک لطافت و شیرینی اور شگفتگی اور برجستگی ہے اس کا ظاہر نتیجہ خیز اور ثمر آور ہے اور اس کا باطن سرسبزی و شادابی اور آسودگی و راحت بخشنے والا ہے ایسا کلام کوئی انسان نہیں کہہ سکتا۔ یہ کلام بلند ہو کر رہے گا۔ اس پر کوئی غالب نہ آ سکے گا۔"

یہ سن کر قریش نے کہا۔ "ولید آبائی دین سے منحرف ہو گیا واللہ! اس کے بعد قریش سب کے سب بے دین

ہو جائیں گے۔"

حضرت عمرؓ غصے میں بھرے' جذبات سے مشتعل چلے جا رہے تھے کہ اتفاقاً نعیمؓ نامی ایک صحابی سے راستے میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ حضرت نعیمؓ نے یہ منظر دیکھ کر پوچھا۔

"عمر! خیریت تو ہے؟"

تنک کر بولے۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ محمدؐ کا سر تن سے جدا کر کے ہمیشہ کے لئے امن اور شانتی پیدا کر دوں گا۔"

نعیمؓ ان کا ارادہ بھانپ کر بولے۔

"محمدؐ سے پہلے ذرا اپنے گھر کی تو خبر لو اپنے بہن بہنوئی کا بھی کچھ حال معلوم ہے؟ وہ دونوں تو کبھی کے اسلام لا چکے ہیں۔ بس پھر کیا تھا عمرؓ فرط غضب میں بہن کے گھر کی طرف مڑ گئے' دروازے پر پہنچ کر آواز دی۔ بہنوئی اس وقت قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ بہنوئی نے دروازہ کھولا۔ عمرؓ نے دروازہ کھلتے ہی بہنوئی کو کوڑے مارنا شروع کر دیئے۔ بہن اپنے شوہر کو بچانے کے لئے دوڑیں عمرؓ بہنوئی کو چھوڑ کر بہن کی پشت پر کوڑے برسانے لگے کوڑے کی مار اس قدر شدید تھی کہ جسم سے خون کے فوارے ابل پڑے مار کر جب تھک چکے تو بولے۔

"دکھاؤ تم دونوں کیا پڑھ رہے تھے؟"

بہن نے ہمت کر کے جواب دیا کہ اسے دیکھنے اور پڑھنے کا شوق ہے تو پہلے نہا دھو کر آؤ۔"

برابر تھا آپ ﷺ کا عصا کا طول بھی سات گز تھا۔ قسم سے شروع ہونے والی سورتیں بھی سات ہیں۔ اصحاب کہف بھی سات تھے۔ سورہ القدر کے آغاز سے لفظ اسلام تک حروف (یعنی انا سے سلام تک الفاظ) کی تعداد ۲۷ ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اکثر چیزیں سات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سلام ھی حتی مطلع الفجر۔ فرما کر بندوں کو آگاہ کر دیا کہ شب قدر ۲۷ ویں شب ہے (کہ اس میں سات کا ہندسہ شامل ہے) اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شب قدر ۲۷ تاریخ کو ہوتی ہے۔

شب قدر کو مخفی رکھنے کا فلسفہ :۔

اس رات کو مخفی رکھا گیا تاکہ اس کا متلاشی اور متمنی اس کو حاصل کرنے کا شوق میں اولاً تو سارے ماہ رمضان کی سب راتیں نہ سہی تو آخیر عشرہ کی راتیں یا کم از کم طاق راتیں تو اللہ رب العزت کی یاد اور اطاعت و عبادات میں گزاری جائیں اور اس بہانے شب قدر بھی نصیب ہو جائے۔ حضور ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے شاید یہ اعتکاف عبادت کے علاوہ شب قدر کو تلاش کرنے کی غرض سے بھی ہوتا تھا۔ اسی طرح موت کے وقت کو بھی مطلع نہ کرنے کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ بندہ ہروقت نیک اعمال کرتا رہے اور آخرت میں اللہ کی رحمت کے باعث عذاب دوزخ سے بچ جائے۔

شب قدر کی نشانیاں :۔

شب قدر کی پہچان یہ ہے کہ اس شب نہ گرمی ہوگی اور نہ سردی (موسم معتدل ہو گا) بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس رات میں کتے کی بھونکنے کی آواز سنی نہیں جائے گی۔ اور اس کی صبح کو سورج مدھم روشنی والا سرخ رنگت میں نکلتا ہے۔ اس رات سمندر کا پانی میٹھا ہوتا ہے۔

شب قدر کے اعمال :۔

اس رات کی کوئی خاص عبادت مقرر نہیں کی گئی روایات سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر مجھے یہ رات ملی تو میں کون سا عمل اور کون سی عبادت کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ :۔ "اے اللہ بے شک تو خطاؤں سے درگزر کرنے والا ہے اور تو معاف کر کے خوش ہوتا ہے بس میرے گناہوں کو بھی معاف فرمادے"

اس فرمان نبوی ﷺ سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ اس رات میں کوئی مخصوص عبادت تو نہیں ہے۔ تاہم دعا تو بہ 'اذکار' تلاوت قرآن پاک' درود شریف' نوافل اور استغفار اس رات کا محبوب اور پسندیدہ عمل ہے۔ اس رات اگر جاگ نہ سکے تو کم از کم نماز عشاء اور فجر باجماعت اہتمام سے پڑھ لے تو اس کو شب قدر سے حصہ مل جائے گا یعنی یہ بھی جاگنے والوں میں شمار ہو گا۔

●●

بہن کی یہ جرات آمیز گفتگو سن کر عمرؓ سراپا حیرت بن گئے بالآخر کچھ سوچ کر غسل کے لئے تیار ہو گئے۔

اب صحیفہ مقدس سامنے کھلا ہے پڑھ کر زار و قطار روئے چلے جا رہے ہیں۔ **سبح للہ ما فی السموات وما فی الارض وھو العزیز الحکیم** جوں جوں آگے پڑھ رہے ہیں حالت بدلتی جا رہی ہے حتی کہ جب **امنو باللہ و رسولہ** تک پہنچتے ہیں تو بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ**

اقبال مرحوم نے آیات قرآنی کی اس تاثیر پر کیا خوب لکھا ہے۔

نی دانی کہ سوز قرات تو
دگرگوں کرد تقدیر عمرؓ را

اب عمرؓ کی حالت غیر ہونے لگی۔ عمرؓ جیسا کفر کا فرا ور پتھر دل انسان اب موم بن چکا تھا۔ دل میں شوق و ملاقات کے جذبات موجزن ہو گئے۔ عمرؓ کشاں کشاں دار ارقم کی طرف کھنچ رہے تھے لیکن اب نظروں میں پہلے کی طرح غرور اور حکمت نہ تھی دار ارقم پر پہنچ کر دستک دی۔ صحابہ کرامؓ نے اندر سے جھانک کر دیکھا تو عمرؓ کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھ کر گھبرا اٹھے۔ لیکن حضرت حمزہؓ کی آواز فضا میں گونجی۔

"دروازہ بلا خوف و خطر کھول دو۔ اگر مخلصانہ آتا ہے تو اس کے لئے خیر ہے ورنہ اس کی تلوار ہوگی اور اسی کی گردن۔"

دروازہ کھولا گیا۔ عمرؓ نگاہیں نیچی کئے اندر داخل ہوئے۔ حضورؐ نے رعب سے عمرؓ کا دامن کھینچ کر پوچھا۔ "عمر کیسے آئے ہو؟ کیا نیت ہے؟"

حضرت عمرؓ پر فرط رعب سے کپکپی سی طاری ہو گئی۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور وہ بولے۔

"آپؐ کے قدموں میں اپنا سر ڈالنے آیا ہوں۔" اتنا کہہ کر بلند آواز سے **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ** پکار اٹھے اور فضا نعرہ تکبیر سے گونجنے لگی۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کے بھائی انیس جنہوں نے زبان آوری میں نیا مقام پیدا کیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی آیات سن کر لوٹے تو فرمانے لگے۔

"میں نے مکے میں ایک صاحب کو دیکھا ہے جو خدا کے رسول ہونے کے مدعی ہیں۔"

حضرت ابوذرؓ نے پوچھا۔ "لوگ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟"

کہا۔ "وہ انہیں شاعر' ساحر اور کاہن کہتے ہیں۔ لیکن میں کاہنوں کی باتیں سن چکا ہوں۔ ان کی باتیں ان جیسی نہیں ہیں۔ میں نے ان کے اقوال و اشعار کے اوزان و معیار پر جانچے ہیں' وہ اشعار کے اوزان و معیار سے بھی مطابقت نہیں رکھتے۔ بے شک حضرت محمدؐ سچے ہیں اور ان پر الزام تراشیاں کرنے والے سب جھوٹے ہیں۔"

عرب چونکہ فصاحت و بلاغت کے نکتہ داں تھے۔ اس لئے ان کے منصف مزاج افراد قرآن سنتے ہی فوراً اسلام قبول کر لیتے تھے لیکن بیمار دلوں والے اشخاص اوروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے اور آیات خداوندی سننے سے روکتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک دیہاتی نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔

فاصدع بما تومر

"ہانکے پکارے وہ بات کہہ دیں جس کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے۔"

یہ سنتے ہی وہ سجدے میں گر پڑا اور کہا میں نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا ہے۔ اسی طرح ایک اور اعرابی نے کسی شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔

فلما استایئسوا منہ خلصوا نجیا (سورہ یوسف)

"پس جب وہ مایوس ہو گئے تو الگ ہٹ کر باہم مشورہ کرنے لگے۔"

وہ یہ سن کر بول اٹھا کہ کوئی مخلوق ایسا کلام کہنے پر قادر نہیں۔

قرآن پاک وہ معجزہ ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ اصمعیؒ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک بچی کو دیکھا جو یہ کہہ رہی تھی۔

استغفر اللہ من ذنوبی کلھا۔

"میں خدا سے اپنے تمام گناہوں کی معافی چاہتی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "تو ابھی چھوٹی ہے' کسی بات کی مکلف نہیں' پھر کس گناہ کی مغفرت چاہتی ہے؟"

اس نے جواب دیا۔ "**استغفر اللہ لذنبی کلہ قتلت انسانا بغیر حلہ مثل غزال نائمہ فی ظلہ انتصف اللیل و لم احلہ**

"میں خدا سے اپنے تمام گناہوں کی معافی مانگتی ہوں۔ میں نے ایک شخص کو بے گناہ مار ڈالا جو آسودہ ہرن کی طرح اپنی آرام گاہ میں سویا ہوا تھا۔ آدھی رات ہونے کو آئی اور میں نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔"

میں نے اس سے کہا۔ "خدا تجھے غارت کرے کیا ہی فصیح کلام ہے!" اس نے کہا۔ "کیا آپ اس قول الٰہی کے بعد بھی میرے قول کو فصیح مانتے ہیں؟"

واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک و جاعلوہ من المرسلین

"ہم نے موسیٰ کی والدہ کو وحی کی کہ تم اسے دودھ پلاتی رہو۔ پس جب تمہیں اس کی جان جانے کا خطرہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور کسی قسم کا خوف کرنا نہ رنجیدہ ہونا۔ یقیناً ہم اسے تمہارے ہی پاس واپس لے آئیں گے۔ پھر اسے منصب رسالت سے سرفراز فرمائیں گے۔"

دیکھئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو امر' دو نہی' دو

خبریں اور دو بشارتیں یکجا اکٹھی کردی ہیں۔

یحییٰ بن الحکم الغزال نے جو اندلس کے نامور شعرا میں سے تھا۔ قرآن کے معارضے کا ارادہ کیا ایک روز سورہ اخلاص کا معارضہ کرنے لگا تو اس پر ہیبت طاری ہوگئی جو اس کی توبہ کا باعث ہوئی۔

مسلیمہ کذاب نے قرآن کے مقابلے میں کلام کہنے کی کوشش کی اس کی حماقت ملاحظہ ہو۔

یا ضفدع کم تنقین اعلاک فی المساء اسفلک فی الطین لا الماتکررین ولا الشر تمنعین

اے مینڈک تو کتنا پاک صاف ہے۔ تیرا اوپر کا حصہ پانی میں اور نچلا حصہ مٹی میں ہے۔ تو پانی گدلا کرتا ہے اور نہ کسی کو اسے پینے سے روکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک سرتا سرایک معجزہ ہے۔ جس میں ان تمام غیبی امور کا ذکر پایا جاتا ہے جو پہلے واقع ہو چکے یا جو آپؐ کے زمانہ میں ہونے والے تھے یا جو آپ کے بعد ہونے والے ہیں۔ چنانچہ رب کریم نے فرمایا۔

لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین۔ (فتح)

"تم لوگ خدا کے حکم سے امن و سلامتی کے ساتھ فاتحانہ مسجد حرام میں داخل ہو گے۔"

نیز فرمان مبارک ہے۔

واللہ یعصمک من الناس۔

"خدائے تعالیٰ دشمنوں سے آپؐ کی حفاظت فرمائے گا۔"

نیز فرمایا۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون

"بلاشبہ ہم ہی نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

مزید ارشاد ہے۔

غلبت الروم فی ادنی الارض و ھم من بعد غلبھم سیغلبون (الروم ع)

"مغلوب ہو گئے ہیں رومی پاس والے ملک میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے۔"

حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وعداللہ الذین امنو منکم و عملو الصلحت لیستخلفنھم فی الارض۔

"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے۔ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین پر خلیفہ بنائے گا۔"

سورۃ قمر میں ارشاد ہوتا ہے۔

سیھزم الجمع و یولون الدبر

"عنقریب لشکر اعدا پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے گا۔"

یہ آیت مبارکہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی جب مسلمان بے حد کمزور تھے اس لئے وہ نہ سمجھ سکے کہ اس میں کس لشکر کے فرار ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ جب میدان بدر میں ایمانداروں اور کفار کا مقابلہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ زیب تن فرمائی اور زبان اقدس سے فرمانے لگے۔

سیھزم الجمع و یولون الدبر

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اس آیت کا مطلب سمجھ سکا۔

حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ عرب کے مشہور شاعر تھے۔ جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام اللہ کی چند آیات سنیں تو وہ پکار اٹھے۔ واللہ! میں نے اس سے قبل اس سے بہتر کلام کبھی نہیں سنا اور فوراً ہی اسلام لے آئے۔

فضیل بن عیاض صوفی باصفا گزرے ہیں۔ آپ شروع میں ڈاکے ڈالا کرتے تھے ایک دن کسی دو منزلہ مکان پر کمند ڈالنے لگے تو اوپر سے مترنم آواز آئی کان لگا کر سنا تو کوئی بزرگ قرآن کریم کی یہ آیت بڑی دل سوزی سے تلاوت کر رہے تھے۔

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ

"کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کے ذکر سے لرز اٹھیں۔"

قرآن کی یہ آیت سنتے ہی ان کے دل میں رقت طاری ہوگئی اور وہ توبہ کرتے ہوئے نیچے اترے اور کہنے لگے ہاں وقت آچکا ہے اس کے بعد انہیں توبۃ النصوح حاصل ہوگئی اور وہ ہمیشہ کے لئے نہ صرف ڈاکہ ڈالنے کے فعل سے تائب ہوگئے بلکہ تمام جرائم اور گناہوں سے توبہ کرکے ذکر الٰہی میں ایسے مشغول و منہمک ہوئے کہ دنیا کے نامور صوفیائے کرام میں آپ کا شمار ہوا۔

ایک زمانے میں سلطان محمود غزنوی کی حکومت نصف النہار پر تھی اور حکومت عباسیہ زوال کے ہچکولے کھا رہی تھی۔ سلطان محمود نے سلطنت عباسیہ کے علاقوں پر قبضہ جمانا چاہا چنانچہ ایک خط میں خلیفہ القادر باللہ عباسی کو اس طرح مخاطب کیا۔

یہ حقیقت ہے کہ بلاد خراساں کا بیشتر حصہ میرے تصرف میں آچکا ہے اور بقیہ آپ کے زیر نگیں ہے اگر بلا کسی خون ریزی کے آپ یہ علاقے اس خادم کے حوالے کردیں تو مملکت کے نظم و نسق میں آسانی ہوگی۔

حکومت عباسیہ نے محمود کا مطالبہ بے چوں و چرا منظور کرلیا۔ تب محمود نے سرقند کا تقاضا کیا مگر اس مرتبہ خلیفہ بغداد نے کہا کہ ہم اس علاقے سے ہرگز دست بردار نہیں ہوسکتے۔ سلطان محمود یہ جواب سن کر آگ بگولہ ہوگیا اور فرط غضب سے ایک خط لکھا۔

میں دارالخلافہ پر ہزاروں ہاتھیوں سے حملہ آور ہو کر بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اس بارے میں اچھی طرح سوچ سمجھ لو ورنہ صورت کچھ اور ہوگی۔

جب یہ خط خلیفہ کو ملا تو اس نے اپنے سفیر کو خط دے کر سلطان محمود کے پاس بھیجا۔ سلطان نے خط کھول کر دیکھا تو لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم الم..... والحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین۔

سارے درباری اس جواب سے حیران تھے۔ خط کا مفہوم کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا آخر کار خواجہ ابوبکر قہستانی نے یہ معمہ حل کیا اور سلطان کو قرآن حکیم کی سورۃ الفیل یاد دلائی۔ جس میں اصحاب کبر و نخوت کا رسوا کن انجام یاد دلایا گیا ہے۔

اس پر سلطان محمود غزنوی کی آنکھیں کھلی رہ گئیں اور وہ غضب الٰہی سے لرزہ براندام ہوگیا کیونکہ ہاتھیوں کے ساتھ حملہ آور ہونے والے ابرہہ کا عبرت ناک انجام اس کی نگاہوں میں گھوم گیا۔ وہ بڑا نادم اور منفعل ہوا۔ خلیفہ القادر باللہ عباسی سے اس نے ادب کے ساتھ معافی چاہی اور بہت سے تحائف خلیفہ کی نذر کئے اور خواجہ ابوبکر کو بھی انعام و اکرام اور خلعت سے نوازا۔

گلس گلبرٹ نامی فرانسیسی ایک پیشہ ور موسیقار تھا۔ موسیقی کا فطری ذوق رکھنے کی بنا پر وہ سمجھتا تھا کہ کسی قوم کی تہذیب و تمدن کا سچا اور واحد معیار موسیقی ہے۔ ایک روز اس نے ایک مسلم قاری کو تلاوت قرآن کرتے سنا تو وہ مسحور ہوگیا اس کے نزدیک یہ موسیقی تھی اور اتنی طاقتور تھی کہ جہاں کہیں بھی وہ جاتا اس کا دل چاہتا کہیں سے تلاوت قرآن کی آواز سنائی دے۔

اور جب گلبرٹ کو بتایا گیا کہ یہ وحی الٰہی نظم نہیں بلکہ نثر ہے تو اس کی اثر پذیری میں اور اضافہ ہوگیا۔ وہ سوچنے لگا نظم ہر زبان میں مترنم ہوتی ہے اور اسے اوزان کی معیار پر جانچا جا سکتا ہے مگر نثر تو ایسی نہیں ہوتی پھر عربی کی اس نثر اس اصول سے مستثنیٰ کیوں ہے؟

پھر اس نے عربی رسم الخط سیکھا اور قرآن اس کی اپنی زبان میں پڑھنے لگا اس نے قرآن مجید کا ایک جیبی نسخہ خرید لیا اور ہروقت اسے اپنے پاس رکھتا۔ چھوٹی سورتیں اس نے زبانی یاد کرنا شروع کردیں۔ آخر کار اس کے دل کی دنیا بدل گئی اور اس نے اسلام قبول کرکے عبداللہ گلبرٹ کا نام اختیار کرلیا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں کہ بیس برس پہلے جب میں استنبول میں عبداللہ گلبرٹ سے ملا تو اس نے قرآن مجید کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

یہ انسانی کلام نہیں ہوسکتا یقیناً یہ وحی خداوندی ہے کیونکہ نثر ہونے کے باوجود اس کی آیات شعری اوزان پر جانچی جا سکتی ہیں کلام الٰہی کی موزونیت کا عالم یہ ہے کہ اس میں سے ایک بھی لفظ حذف کردیا جائے تو اسے سنتے ہی فوراً اس بات کا پتہ چل جاتا ہے میں متاثر ہوا مگر موسیقار نہ ہونے کی بنا پر اس کی باتوں میں کچھ زیادہ دلچسپی نہ لی اور ایک روز وہ یونیورسٹی آیا گھبرایا پریشان سا تھا کہنے لگا۔

یقیناً ہمارے مسلم اسلاف سے قرآن حکیم کی بعض

ماآ ام ۹۰ء

اسلام کے بارے میں یورپ کا نقطہ نظر

ڈنمارک کی سفیر کے قبولِ اسلام کے بعد تاثرات

مقبول احمد ندوی

مدتوں سے میں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا' اس کے متعلق بہت کچھ پڑھا اور میرے والد نے اسلام کے متعلق ڈنمارک کی زبان میں جو کچھ ترجمہ کیا تھا اس کا بھی بنظر غائر مطالعہ کیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دینِ حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں مشرف بہ اسلام ہو گیا' آج میں نے اپنے اندر ایک طرح کا اطمینان و سکون اور فرحت و مسرت اور ایسی سعادت محسوس کرتا ہوں جس کی قیمت دنیا کی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

یہ جملے ایک نو مسلم ڈنمارک کی سفیر "وول وولرزو بیلسن" کے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ میرے اسلام میں داخل ہونے کا سبب میرا یہ احساس ہے کہ اسلام ہی اتحاد و یک جہتی اخوت و محبت اور بھائی چارہ خیر سگالی کا دین ہے اس کے اندر ناقابل تسخیر قوت اور ناقابل انکار حقانیت پنہاں ہے۔ ڈنمارک کے مسلم سفیر' خادم الحرمین الشریفین کی ان عظیم خدمات سے بھی بے حد متاثر ہیں جو وہ دنیا کے مختلف خطوں اور گوشوں میں آباد مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے انجام دے رہے ہیں ان کا کہنا ہے حکومت سعودیہ نے مسلمانوں کی مشکلات کو حل کرنے اور ان کے مسائل و معاملات کو تقویت پہنچانے اور مسلم اقلیتوں کے بوجھ کو ہلکا کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی وہ کہتے ہیں کہ عالم اسلام کا ہر فرد مملکت سعودیہ کے قابلِ تعریف رول سے واقف ہے۔

ڈنمارک کی نو مسلم سفیر نے یہ بات اس انٹرویو کے دوران کی ہے جسے عالم عربی کے موقر جریدہ "الدعوۃ" کے نمائندے نے لیا۔ اس انٹرویو میں نو مسلم ڈنمارک کی سفیر نے اپنے قبول اسلام کے واقعہ اور اس کے اسباب و عوامل پر روشنی ڈالی ہے۔

کسی ایسے شخص کا اسلام قبول کرنا جو ہمارے لئے نو وارد مہمان کی طرح ہے۔ یقیناً" اس کے لئے شرف و افتخار کا باعث ہے' لیکن یہ واقعہ نصرانی اور دیگر غیر مسلم قوموں کے لئے ایک سوالیہ نشان بھی بن جاتا ہے جو انہیں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگتا ہے وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اپنے معاشرے کا ایک باعزت اور خوشحال شخص بغیر کسی سیاسی اور اقتصادی دباؤ کے کیونکر اسلام قبول کرتا ہے؟ خصوصاً" ایسے وقت میں جبکہ اس کے پاس عیش و آسائش کے سارے وسائل بھی مہیا ہوتے ہیں اسی طرح مسلم معاشرہ کے ضعیف الاعتقاد اور کمزور ایمان والوں کے لئے بھی ایک سوالیہ نشان بن جاتا ہے کہ کیا ان کے دل میں یہ بات نہیں چبھے گی کہ یورپ کی گود کا پروردہ ایک نصرانی شخص عیش و عشرت' لہو و لعب اور آسودگی و سرمستی کی زندگی چھوڑ کر کیوں اسلام میں داخل ہو رہا ہے؟

یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جہاں پہنچ کر ایک نو مسلم کے "اعلان اسلام" جیسے موضوعات کافی دلکش' دلچسپ اور اہمیت کے حامل بن جاتے ہیں یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک نو مسلم یورپین ببانگ دہل اور بے خوف و خطر یہ اعلان کرتا ہے کہ "حق قابل تقلید ہے ایمان کی لذت ہر لذت سے بلند و بالا ہے اور یہ سکون و اطمینان ہر دولت و ثروت سے بڑھ کر ہے۔"

الدعوۃ کے نمائندے سے جو گفتگو ہوئی ذیل میں اسے نقل کیا جاتا ہے۔

سوال :۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ آپ اپنے قبول اسلام کا قصہ اپنی زبان سے خود بیان کریں تاکہ ہمارے قارئین اسے پڑھ کر محظوظ و مستفید ہوں۔

جواب :۔ ۱۹۶۳ء میں جب میں نوجوان تھا مشرق وسطیٰ کی سیاحت اور اسے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس وقت میں نے اردن' شام' لبنان' مصر اور مغرب اقصیٰ وغیرہ کے شہروں کا دورہ کیا تھا' اسی دوران بہت سے مسلمانوں سے میری ملاقات ہوئی نیز ان سے تبادلہ خیال بھی کیا' ان سے میں کافی متاثر ہوا۔ اس کے علاوہ بھی اسلام کے بارے میں مختلف رسالوں اور کتابوں میں پڑھا تھا۔ چنانچہ جو چیزیں مجھے پہلے نہیں معلوم تھیں وہ ایک ایک کرکے مجھ پر کھلتی گئیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ مجھے یہ یقین ہو چلا کہ اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا سچا آسمانی دین ہے' یہی دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و پسندیدہ ہے۔ عصر حاضر میں اس کو آخری دین ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس کے علاوہ باقی سارے مذاہب و ادیان و ملل غلط ہیں۔ بالآخر میں نے اپنی مرضی اور پسند سے اسلام قبول کیا اور ۱۹۷۶ء میں باقاعدہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

اس کے بعد میں نے مغرب اقصیٰ اور جزائر وغیرہ میں اپنے ملک کے سفیر کی حیثیت سے دورہ بھی کیا' ۱۹۸۷ء میں ریاض میں سفیر کی خدمت پر مامور ہوا' بچپن ہی سے میری طبیعت کا میلان اسلام کی جانب تھا' سب سے زیادہ قبول اسلام پر جس بات نے مجھے آمادہ کیا وہ مسلمانوں کی باہمی اسلامی اخوت و محبت اور ان کا اتحاد و یکسانیت ہے' جب میں نے عرب ممالک میں اسلامی شہروں کو قریب سے دیکھا تو اس اخوت و محبت کو صاف طور سے محسوس کیا مجھے اسلام کی سب سے زیادہ جو خصوصیت پسند آئی وہ اس کا تناقضات اور تضادات سے خالی ہونا ہے' کیونکہ دیگر ادیان کی طرح اس کا ایک جز دوسرے جز کی تکذیب و تردید نہیں کرتا۔ مثلاً" یہودیت اور نصرانیت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتنی زیادہ تقدیس و تعظیم کی کہ انہیں درجہ الوہیت تک پہنچا دیا' لیکن مذہب اسلام اس طرح کے شرک سے پاک و صاف ہے توحید خالص اس کا طرۂ امتیاز ہے وہ اس دنیا میں توحید خالص کا واحد علمبردار ہے' جس میں شرک کا شائبہ تک نہیں' وہ صرف ایک معبود برحق کی دعوت دیتا ہے اور وہ اللہ جل شانہ کی ذات اقدس ہے' اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مملکت عربیہ سعودیہ میں سفیر کی حیثیت سے کام کرنے کا سنہرا موقع مرحمت فرمایا۔ جو میرے لئے اسلام کے مقامات مقدسہ کے جوار رحمت میں چند روز زندگی گزارنے کا پیش خیمہ بنا۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق شامل رہی کہ گزشتہ رمضان کے ماہ مبارک میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ کا سفر کیا مکہ مکرمہ پورے عالم اسلام کی روح اور مرکز ہے' اور وہی اپنی روحانی مقناطیسیت سے عالم اسلام کے چپے چپے سے تمام مسلمانوں کو یکجا کرتا ہے' عمرہ کی ادائیگی کا جو روح پرور اور جاں نواز تجربہ مجھ کو ہوا وہ بیان سے باہر ہے' یہ ایک ایسا نشاط انگیز اور کیف آور تجربہ ہے جس نے اندر سے میرے وجود کو ہلا ڈالا میری روح میں ارتعاش پیدا ہو گیا اور دل میں ایک طرح کی چبھن محسوس ہوئی' میں مکہ مکرمہ موٹر سائیکل پر سوار ہو کر گیا تھا۔ مسلمان قدیم زمانے سے مکہ کا سفر برہنہ پا کرتے آئے ہیں انہیں مکہ کی راہ کی آبلہ پائی میں ایک طرح کی روحانی لذت کا احساس ہوتا ہے' مکہ مکرمہ کے سفر میں انہیں جو مشقتیں اور صعوبتیں پیش آتی ہیں ان کا تھوڑا سا حصہ مجھے بھی ملا۔ پہلی بار جب میں نے کعبہ کو دیکھا تو مجھ پر جو سحر انگیز کیفیت طاری ہوئی وہ بیان سے باہر ہے میں اسے زندگی بھر نہیں بھلا سکتا' وہ کیفیت میری روح کی

گہرائیوں میں بالکل رچ بس کر میری زندگی کا ایک جزبن گئی ہے۔

حجاج کرام' زائرین حرم اور عمرہ کرنے والوں کے لئے مقامات مقدسہ میں جو اعلیٰ انتظامات دیکھے وہ کافی اہمیت کے حامل ہیں ان کا مقابلہ کسی دوسری جگہ سے نہیں کیا جاسکتا۔

کہتے ہیں کہ بچپن میں مجھے اسلام کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات تھیں' کیونکہ والد صاحب الجزائر میں پانچ سال تک رہ چکے ہیں' انہیں تقابل ادیان سے خاص شغف تھا بعض عربی کتابوں کا انہوں نے ڈنمارکی زبان میں ترجمہ بھی کیا تھا' میں ان کتابوں کو پڑھتا تھا' اس کے نتیجے میں میرے پاس بچپن ہی میں اسلام کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات جمع ہو گئی تھیں اور وہی معلومات دراصل اسلام کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کا باعث بنیں۔

سوال :۔ کیا بعض مسلمانوں کا غلط طرز عمل آپ کے ذہن میں خلجان کا باعث قبول اسلام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنا؟

جواب :۔ دین کے اوامرونواہی اور انسانوں کے طرز عمل میں فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے' دین میں کبھی کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی' البتہ انسان خود بدل جاتا ہے' پھر انسان سے غلطی بھی ہو سکتی ہے' وہ کوئی فرشتہ تو نہیں' وہ غلطی بھی کر سکتا ہے لیکن میرا غالب گمان یہ ہے کہ اسلام عموماً" لوگوں کی زندگی پر چھایا ہوا' یا بہت حد تک دخیل ہے۔

اور بلاشبہ مسلمانوں کے درمیان تعاون و خیر خواہی اور میل ملاپ کی جو روح میں نے دیکھی وہ میرے لئے اتنی ہی اجنبی تھی جتنا کہ میں خود ان شہروں میں اجنبی تھا' اور یہی میرے لئے اس بات کا محرک ہوا میں اس ڈھانچہ اور قدر مشترک کا پتہ لگاؤں جو انسانوں کے درمیان اس مقدس انسان رشتہ کی اساس ہے۔

سوال :۔ دائرہ اسلام میں آنے کے بعد کیا معاشرتی زندگی میں کوئی تبدیلی بھی رونما ہوئی ہے؟

جواب :۔ قبول اسلام کے بعد میں نے اپنے اندر ایک طرح کی روحانی آسودگی اور ذہنی بالیدگی محسوس کی اور فکری اور نفسیاتی اعتبار سے بھی ایک طرح کی راحت اور سکون کا احساس ہوتا ہے' البتہ اسلام لانے کے بعد میری اجتماعی اور معاشرتی زندگی میں کافی انقلاب آیا ہے' رمضان ہی وہ مقدس مہینہ ہے جس میں بندۂ مومن کی زندگی میں تبدیلیاں آتی ہیں ایمان تپش اور سوزش میں اضافہ ہوتا ہے' مومنین کے تعلقات ایک دوسرے سے مضبوط اور پائیدار ہوتے ہیں اور مسلمان اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب محسوس کرتا ہے اور لوگوں کے درمیان اسے بھائی چارگی اور اخوت و راحت کا احساس ہوتا ہے خصوصاً" جب لوگوں کو یہ معلوم کہ وہ مسلمان ہے' اس وقت ان میں عجیب و غریب قسم کا اطمینان اور امن و آشتی کا شعور ہوتا ہے۔

سوال :۔ کیا قبول اسلام کے بعد آپ نے کچھ مشکلات کا بھی سامنا کیا ہے؟

جواب :۔ ہاں! قبول اسلام کے بعد طبعی طور پر مجھے بھی کچھ مشکلات سے دوچار ہونا پڑا ہے اس لئے کہ قبول اسلام کے بعد ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور بہت سی چیزوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ضروری ہو جاتا ہے' مثلاً" عربی زبان کی تعلیم اور اسلامی مسائل کا علم وغیرہ لیکن بیشتر مشکلات خود میرے معاشرے کی پیدا کردہ تھیں۔

مجھے یاد آتا ہے کہ جب میں مکہ مکرمہ میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے گیا تو طواف کے وقت جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں وہ عربی میں ہونے کے باعث مجھے معلوم نہ ہو سکیں کیونکہ میں عربی زبان اچھی طرح جانتا نہ تھا مجبوراً" میں نے معلم کا سہارا لیا اور الحمدللہ اب میں ان تمام مشکلات پر قابو پا چکا ہوں' آج مغرب کو ایسے داعیوں کی تلاش اور ضرورت ہے جو انہیں اسلام کے بارے میں بتائیں اور ان کو اسلام کے بارے میں صحیح معلومات بہم پہنچائیں۔

سوال :۔ اسلام لانے کے بعد اور اسلام قبول اسلام کے بارے میں آپ کے نظریات میں یقیناً" فرق آیا ہو گا تو ایک مسلمان کی حیثیت سے مسلمانوں کے درمیان رہنے اور سابقہ حال میں جو فرق آپ نے محسوس کیا' کیا اس سے ہمیں بھی آگاہ کرنے کی زحمت کریں گے۔

جواب :۔ کیوں نہیں!! اگر آپ یورپ کے باشندے ہوتے اور اسلام کے بارے میں آپ کچھ جانتے بھی نہ ہوں تو اسلام کے بارے میں اس وقت آپ کی معلومات یقیناً" بہت تھوڑی ہوں گی' اسکولوں اور کالجوں میں ہمیں دیگر ادیان کے بارے میں صرف معمولی طور سے ابتدائی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ دیگر ادیان کے ساتھ اسلام کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ ضرور پڑھایا جاتا ہے اور یہ معلومات اتنی تھوڑی ہوتی ہیں کہ انسان کو کسی صحیح نتیجہ تک پہنچانے میں معاون نہیں ہوتیں۔

میرا خیال ہے کہ اہل مغرب اسلام کے بارے میں صحیح اور قابل قدر معلومات نہیں رکھتے' کیونکہ اسلام کے بارے میں انہیں کسی نے کچھ بتایا نہیں ہے' وہ عربوں کو ہمیشہ اپنا حریف اور دشمن تصور کرتے ہیں لیکن عصر حاضر میں تہذیب و تمدن کے تبادلے اور مواصلات کے جدید ترین نظام کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مغرب کے نظریات تھوڑے بہت ضرور بدلے ہیں۔ رہ گیا اسلام کے بارے میں میرے نظریات کا سوال تو وہ تو پہلے سے ہی خوش آئند تھیں کیونکہ بچپن ہی سے میں نے اسلام کے بارے میں بہت کچھ معلومات حاصل کر لی تھیں' اور جب اس دین حنیف کے بارے میں میری معلومات پختہ اور مکمل ہو گئیں تو میں نے اسلام کو گلے لگا لیا۔

سوال :۔ شمالی یورپ میں داعیان اسلام کی راہ میں سب سے اہم اور بڑی رکاوٹیں یا مشکلات کیا ہیں؟

جواب :۔ داعیان اسلام کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے وہ مطلوبہ ذمہ داریوں کے حساب سے بہت تھوڑی تعداد میں ہیں' پھر دوسرے یہ کہ مغرب کے مسلمانوں اور عالم اسلام کے دیگر مسلمان بھائیوں کے درمیان جو طویل ترین مسافت حائل ہے' اس سے انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنے تمام مسلمان بھائیوں سے کٹ کر رہ گئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ انہیں ہم یہ احساس دلائیں کہ ہم ان سے غافل نہیں ہیں اور نہ ہی ہمارا رابطہ ان سے منقطع ہوا ہے' بلکہ ہمارا تعلق ان سے مسلسل برقرار ہے نیز مالی و مادی اور معنوی و روحانی اعتبار سے بھی ان کی معاونت کی ضرورت ہے' دینی' دعوتی اور اسلامی کتابوں' قرآن پاک اور میدان دعوت و تبلیغ کے ایسے ماہر تجربہ کار اور کہنہ مشق داعیوں کی انہیں اشد ضرورت ہے جو شمالی یورپ کے مختلف علاقوں میں آسانی کے ساتھ تبلیغ و دعوت اور اسلام کی نشرو اشاعت کا کام بحسن و خوبی انجام دے سکیں۔

سوال :۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یورپ میں اسلام کا مستقبل روشن اور تابناک ہے' دلیل یہ دیتے ہیں کہ یورپ میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں بہ نسبت دیگر مذاہب کے حیرت انگیز طور پر اضافہ ہو رہا ہے اس نظریہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب :۔ یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ یورپ میں مسلمانوں کا تناسب دن بدن بڑھ رہا ہے چنانچہ صرف فرانس میں چار ملین مسلمان پائے جاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یورپ میں بیرونی مسلمانوں کی آمدورفت یا ہجرت کرنے والے اہل یورپ کو مسلمانوں کو سمجھنے کا موقع ملے گا اور اہل یورپ اسلام کو زیادہ بہتر طریقہ پر جان سکیں گے' کیونکہ مسلمانوں کی صحبت میں رہنا اور اسلام کے بارے میں پڑھنا' دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دین کا دوسرا نام معاملت اور طرز عمل ہے۔

لیکن اہل یورپ جب براہ راست مسلمانوں سے ملیں گے جیسا کہ آج کل دیکھنے میں آ رہا ہے تو نظریات میں آہستہ آہستہ تبدیلی آتی جائے گی' اور قدیم مسلمات و مزعومات کی دیواریں خود بخود پاش پاش ہو جائیں گی' اور اسلام کے بارے میں مغرب کی معلومات میں بھی اضافہ ہو گا' اس طرح اگر میں یورپ میں اسلام کے بارے میں روشن اور تابناک مستقبل کی توقع کروں تو بجا نہ ہو گا۔

سوال :۔ اسلام میں دیئے گئے حقوق سے آپ واقف ہو چکے ہیں' کیا نصرانیت اور فرانسیسی انقلاب نے انسانوں کو اسلام جیسے حقوق دیئے ہیں؟

جواب :۔ دونوں مذاہب میں انسانوں کو حقوق دیئے گئے ہیں' لیکن اسلام کا نقطہ نظر نصرانیت کے نقطہ نظر سے بہت مختلف ہے' اسلام انسانوں کے حقوق کی شریعت کی نظر سے دیکھتا ہے کیونکہ انسانی زندگی پر شریعت ہی کی حکمرانی ہے' اسی طرح حقوق اور فرائض میں بھی عام طور پر شریعت ہی کا سکہ چلتا ہے اور نصرانیت میں انسانی حقوق کلیسا کی دہلیز سے تقسیم کئے جاتے ہیں اور اب یورپ میں انسانی حقوق کلیسا کے بجائے یورپ کے خود ساختہ قانون کے پابند ہیں اس طرح یورپ میں مذہب اور کلیسا دو الگ الگ چیزیں ہیں

گئی ہیں اور اس سے پہلے بھی دونوں میں صدیوں کشمکش و تصادم اور آویزش و آمیزش جاری رہی ہے۔

سوال :۔ گزشتہ جوابات میں آپ نے وضاحت کی ہے کہ مغربی میڈیا اور ذرائع ابلاغ نے یورپ میں مسلمانوں کی شکل کو مسخ کر کے پیش کیا ہے کبھی تو اسے دہشت گرد' اور تشدد پسند کہتے ہیں اور کبھی رجعیت پسند اور روایت پرست اور غیر ترقی یافتہ کہتے ہیں اور جاہل وان پڑھ اور جدید تہذیب و تمدن سے بالکل نا آشنا کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے اس بگڑی ہوئی شکل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب :۔ یورپ' عرب ممالک اور عالم اسلام کے درمیان بہت سے مشترک سیاسی مصالح اور مسائل ہیں بعض عناصر دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہیں' امن پسند شہریوں کو خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم' بلا امتیاز قتل کرتے ہیں مثلاً" آج کل بوسنیا ہرزیگووینا میں سربیائی وحشی درندے جو کچھ غیر انسانی کرامات کر رہے ہیں' وہ دہشت گردی و تشدد کی بد ترین اور شرمناک مثال ہے غرضیکہ دہشت گردی کی جڑیں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں یورپ اور ایشیا کا کوئی خطہ اس سے محفوظ نہیں لیکن خطرناک بات یہ ہے کہ خاص کر عربوں کو دہشت گرد کہا جائے' عربوں پر جن لوگوں نے یہ الزام لگایا ہے وہ اسلام دشمن عناصر ہیں' مثلاً" اسرائیل فلسطین کی تحریک انتفاضہ کو دہشت گرد بتاتا ہے' یہ بات صحیح نہیں کیونکہ فلسطینی تو اپنے جائز حقوق اور ملک و وطن کے لئے لڑ رہے ہیں' دہشت گردی و تشدد ہر جگہ موجود ہے' البتہ اس کو عمومیت کا رنگ دینا صحیح نہیں' بلکہ یہ بہت بڑی غلطی ہے' ہر چیز میں عمومیت اچھی بات نہیں ہاں! اس بات میں عمومیت پیدا کرنے میں اسلام دشمن عناصر کا ہاتھ ضروری ہے۔

سوال :۔ عالم اسلام کی موجودہ صورتحال سے کیا آپ مطمئن ہیں؟

جواب :۔ موجودہ حالات کے اعتبار سے عالم اسلام اس وقت دو حصوں میں منقسم ہے ایک حصہ وہ جو امن و امان اور سلامتی و آشتی سے بہرہ ور ہے' دوسرا وہ جو مختلف قسم کی سیاسی اور اقتصادی مشکلات سے دوچار ہے' مثلاً" بوسنیا ہرزیگووینا کو سربیائی بھیڑیوں کے وحشیانہ حملوں اور تباہ کن غارتگریوں کا سامنا ہے اس وقت وہاں کا مسئلہ ناقابل حل بحران کے مرحلے میں داخل ہو چکا ہے' لاکھوں انسانوں کا قتل عام ہوا' ان کی جائیدادیں اور اموال و املاک لوٹ لی گئیں' ان کی عصمت و آبرو پامال ہوئی' یہی حال فلسطین اور عالم کے بہت سے خطوں کا ہے۔ ہم مسلمانوں کی ذمہ داری اس وقت یہ ہے کہ دنیا کے ہر گوشے میں پریشان حال مسلمانوں کا مالی اور معنوی اعتبار سے تعاون اور اسلحوں کے ذریعہ ان کی امداد کریں' عالم اسلام کے ہر مسلمان پر وہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو ہماری ذمہ داری ہے لہٰذا ہم پر ضروری ہے کہ ہر ممکن طور سے ہر میدان میں مسلمانوں کا تعاون کریں ان کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں کسی طرح کی کمی یا کوتاہی کرنا' نفس اسلام کے بارے میں کوتاہی و کمی کرنے کے مترادف ہے۔

سوال :۔ مملکت سعودیہ آنے سے قبل اس کے بارے میں آپ کے کیا جذبات و خیالات تھے کیا آنے کے بعد ان جذبات و خیالات میں کچھ فرق محسوس کرتے ہیں؟

جواب :۔ مملکت سعودیہ آنے سے قبل میں یہ غور کرتا تھا کہ یہ ایک صحرائی و ریگستانی مملکت ہو گا جس میں جگہ جگہ تیل کے کنویں ہوں گے' میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ یہ ملک اتنا ترقی یافتہ ہو گا۔ اس وقت تو سعودیہ زندگی کے تمام شعبوں میں غیر معمولی ترقی کر چکا ہے' ہر زائر حرم جب سعودیہ کو اس جدید ترین شکل میں دیکھتا ہے تو حیران و ششدر رہ جاتا ہے' نہایت مختصر سے وقت میں سعودیہ ایک صحرائی و ریگستانی ملک سے ایک جدید ترین' ترقی یافتہ اور سبزہ زار ملک میں تبدیل ہو گیا ہے اور ان تمام جدت و ترقی کے باوجود مملکت نے جدید تہذیب و ثقافت اور قدیم تہذیب و ثقافت میں ایک حسین امتزاج و اعتدال پیدا کر رکھا ہے' مملکت کے جدید تہذیب سے مستفید ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم تہذیبی ورثہ کا تحفظ بھی کیا ہے۔

شخصی اعتبار سے میں مملکت کے اس اقدام کو جاپان کے اقدام سے تشبیہ دوں گا جس نے جدید تہذیب سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ قدیم تہذیبی اقدار و روایات پر کاربند رہنے کی زندہ مثال قائم کی ہے۔

سوال :۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے سعودی مملکت کے دین کی خدمت کے میدان میں رول' کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب :۔ اسلام کی خدمت و اشاعت کے سلسلے میں مملکت نے نمایاں اور امتیازی حصہ لیا ہے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں مملکت کی خدمات جلیلہ اور دنیا کے مختلف خطوں میں آباد مسلمانوں کا مالی و معنوی اعتبار سے بے مثال تعاون کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اس طرح دعوتی اور تبلیغی میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی فضل و کرم اور مملکت کی مخلصانہ اور بیکران جدوجہد کا ثمرہ ہے۔

●●

فرضیتِ حج اور اِستطاعتِ حج

تحریر:۔ بابو شفقت قریشی سہام

عربی لغت میں حج اس ارادے یا قصد کو کہتے ہیں جو کسی عظیم الشان چیز کی طرف کیا جائے۔ شرع کی اصطلاح میں مخصوص زمانے میں' مخصوص طریقے سے' مخصوص مکان یعنی بیت اللہ کی حاضری کو حج کہتے ہیں۔ حج ان خاص افعال کا نام بھی ہے جو کچھ احرام باندھ کر اور کچھ کھول کر ادا کئے جاتے ہیں۔ عمر بھر میں ایک دفعہ حج کرنا ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو مالی اور جسمانی استطاعت رکھتا ہو۔ بار بار حج کرنا فرض کی بجائے نفلی حج ہوتا ہے جو مستحب ہے۔ حج ارکان اسلام میں سے پانچواں اہم رکن ہے جو اسلام کا ستون اور اس کی بنیاد بھی ہے۔ حج کی فرضیت کے بارے میں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ "لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔"

قرآن پاک کی سورۃ البقرہ کی آیت ۱۹۶ میں ارشاد ہے۔

واتموا الحج والعمرۃ للہ۔

ترجمہ۔ "اللہ کی خوشنودی کے لئے جب حج اور عمرے کی نیت کرو تو اسے پورا کرو۔"

صاحب استطاعت عاقل و بالغ اور تندرست مسلمانوں پر نہ صرف بیت اللہ شریف کا حج فرض کیا گیا ہے بلکہ فرض ہونے کے فوراً بعد اس کی ادائیگی بھی فرض کی گئی ہے' جس کے بغیر انسان حکم الٰہی سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی ظاہری اور جسمانی مجبوری نہ ہو جو حج سے روکنے کا حقیقی سبب ہو اور اس کے باوجود اللہ کے حکم کی نافرمانی کی جائے یعنی حج سے انکار کیا جائے اور اس دوران موت واقع ہو جائے تو ایسے عاقل' بالغ' آزاد اور صاحب استطاعت مسلمان پر نہ صرف اللہ نے بلکہ اس کے حبیب سرکار دوجہاں ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ۔

" ایسے شخص کو اختیار ہے کہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔"

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

ترجمہ۔ "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے' پس حج کرو۔"

(مسلم۔ نسائی)

فریضہ حج کی ادائیگی سے ثواب ملتا ہے جبکہ انکار سے عذاب ملتا ہے۔ بلکہ حج کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر

ہو جاتا ہے۔ شوال اور ذیقعدہ کے دو ماہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن حج کے مہینے کہلاتے ہیں۔ حج کرنا نہ صرف فرض کیا گیا ہے بلکہ اس میں حجاج کے لئے بہت سے فائدے بھی رکھے گئے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ "اور لوگوں میں حج کی منادی کر دو کہ تمہارے پاس آئیں' خواہ پیدل آئیں یا ہر دور دراز مقام سے دبلی اونٹنیوں پر آئیں تاکہ یہاں آکر وہ دیکھیں کہ ان کے لئے کیسے کیسے دینی اور دنیوی منافع ہیں اور چند مقررہ دنوں میں ان جانوروں پر جو اللہ نے ان کو دیئے ہوں اللہ کا نام لیں (یعنی قربانی کریں) اور اس میں سے خود بھی کھائیں اور تنگ دست و محتاج لوگوں کو بھی کھلائیں۔"

(الحج ۲۷ تا ۲۸)

منافع سے مراد تجارت کا فائدہ بھی بیان کیا گیا ہے اور دنیا و آخرت کا منافع بھی۔ اللہ کی خوشنودی کے لئے پوری پابندیوں کے ساتھ حج کیا جائے اور دل کی گہرائیوں سے معافی مانگی جائے تو ایک حاجی تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ ماسوائے بندوں کے حقوق کے جو ان کو دنیا میں ادا کرنے یا صاحب حق سے معاف کرانے سے ہی معاف ہو سکتے ہیں۔ اللہ کی رضا کے لئے گناہوں سے بچ کر حج کرنے کو حج مبرور کہتے ہیں یعنی حج کے بعد ایک گناہ گار شخص اس معصوم بچے کی مانند ہو جاتا ہے جو گناہوں سے بالکل پاک ہو۔

ہر اس مسلمان پر حج فرض کیا گیا ہے جو بالغ' عاقل' آزاد ہو اور مالی اور بدنی دونوں لحاظ سے استطاعت رکھتا ہو۔ مالی استطاعت سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس گھریلو ضروری اخراجات کے علاوہ اتنا مال ہو کہ واجبات حج جمع کرا سکے تو وہ مالی استطاعت کے زمرے میں آجاتا ہے اور اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ جسمانی استطاعت سے مراد یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت وہ تندرست ہو اور حج کرنے کے قابل ہو یعنی معذور نہ ہو۔ البتہ عورتوں کے لئے تندرست ہونے کے علاوہ شرعی محرم یا خاوند کا ہمسفر ہونا ضروری ہے۔ چاہے بوڑھی ہو یا نوجوان۔ جب تک شرعی محرم نہ ملے اس وقت تک اس پر حج فرض نہیں ہوگا۔ اسی طرح عدت چاہے موت کی ہو یا طلاق کی عدت کے ایام میں حج فرض نہیں ہوتا۔ اگر کسی مسلمان پر حج فرض ہو مگر وہ دائمی مریض ہو یا معذور ہو تو اس کو چاہئے کہ ایسے شخص کو اپنی طرف سے خرچ دے کر حج پر مامور کرے جو پہلے اپنا حج کر چکا ہو یا مناسک حج کو بخوبی سمجھتا ہو۔ مالی استطاعت رکھنے والا وہ شخص جو زندگی میں خود فریضہ حج ادا نہ کر سکا ہو اس کو چاہئے کہ موت سے پہلے وصیت کرے کہ اس کی طرف سے حج ادا کیا جائے۔ یعنی اسے حج کی وصیت کرنی چاہئے۔ البتہ خود طاقت اور قدرت رکھتے ہوئے بھی اگر دوسرے سے حج بدل کرائے گا تو وہ حج فرض کی بجائے نفلی حج ہوگا اور فرض حج کی ادائیگی اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض صاحب استطاعت مسلمان بچوں کی شادیوں اور تعمیراتی کاموں وغیرہ کو بھی فرض کہتے ہیں اور دل کو جھوٹی تسلی دیتے ہیں کہ ان پر دنیوی فرائض سے فارغ ہونے کے بعد حج بیت اللہ فرض ہوگا۔ شرع میں ایسی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے کہ دنیوی مجبوریوں کو اولیت دے کر حج کو موخر کر دیا جائے بلکہ فرض ہوتے ہی بلا تاخیر ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض حضرات ان بدقسمت لوگوں کی مثال دے کر جو حج کرنے کے باوجود برائیوں سے باز نہیں آتے اپنے فریضہ حج کو ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے دیکھے ہوئے ہیں حاجی جو یوں یوں کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسی مثالوں سے ان پر سے حج ساقط نہیں ہو جاتا۔ البتہ ان سے عبرت حاصل کر کے برے کاموں سے حج سے پہلے بھی اور حج کے بعد بھی بچنا ضروری ہے۔ بعض کا موقف یہ ہوتا ہے کہ حلال کمائی سے حج کریں گے' فلاں فلاں کی طرح حرام کمائی سے حج نہ کرنا بہتر ہے۔ ان ہی حیلوں بہانوں سے آخری وقت آن پہنچتا ہے اور باوجود جسمانی اور مالی استطاعت کے فریضہ حج کی ادائیگی کے بغیر اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اللہ اور نبی آخر الزمان ﷺ کے ساتھ محبت رکھنے والے اخراجات اور سفری تکالیف کی پرواہ کئے بغیر گھربار کے آرام و آسائش کو چھوڑ کر لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کرتے ہوئے اللہ کے گھر کی حاضری کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک حکم الٰہی کے مقابلے میں نہ دولت کی کوئی وقعت ہوتی ہے اور نہ ہی دنیوی آرام و آسائش کی۔

ایک انسان کتنا ہی دعویٰ کرے کہ اسے صحت اور تندرستی' اچھی غذا یا ورزش وغیرہ کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے یا مال و دولت اس کی اپنی محنت کا ثمر ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دونوں نعمتیں اسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب خالق و مالک عطا کرے۔ اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اس کی راہ میں اس کے حکم سے خرچ کرنے کی بجائے اغراض نفسانی کے بندے بن کر ان کو مختلف حیلوں بہانوں سے بچانے کی کوشش کیوں کی جائے۔ کیوں نہ اس رب کا شکر ادا کرتے ہوئے جتنا جلدی ممکن ہو فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے اس کے گھر حاضری دے کر اس کا مہمان بننا منظور کیا جائے' جس نے اپنے گھر کی حاضری کے لئے اپنے خلیل کے ذریعہ ندا دلوائی ہے۔ ہزاروں فرزندان توحید مرکزی اجتماع (حج بیت اللہ) میں شرکت اور حاضری کے لئے بے تاب ہیں اور ضروری کارروائیاں مکمل کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے بندگان خدا ابھی ہیں' جو ابھی تک غفلت میں پڑے ہوئے ہیں' انہیں بھی چاہئے کہ اس نعمت خداوندی سے فائدہ اٹھائیں' نہ جانے یہ چراغ زیست کب گل ہو جائے۔

●●

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرگرم رکن اور روزنامہ جنگ کوئٹہ کے اسٹاف رپورٹر جناب فیاض حسن سجاد کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا محمد منیر الدین' مولانا انوار الحق حقانی خطیب مرکزی مسجد کوئٹہ مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی مولانا عبد الواحد خطیب جامع مسجد قندہاری مولانا عبد الرحیم رحیمی' حاجی سید شاہ محمد آغا' حاجی محمد عبد اللہ مینگل حاجی سید سیف اللہ آغا حاجی نسیم احمد خان حاجی نعمت اللہ خان خلیل الرحمن حاجی تاج محمد فیروز حاجی طارق محمود بھٹی چوہدری محمد خلیل احرار' سیٹھ عبد الرزاق سیٹھ محمد یار مولانا عبد اللہ منیر قاری عبد الرحمن حافظ محمد انور خان مندوخیل قاری غلام یاسین حافظ محمد حنیف اور غلام یاسین نے جناب فیاض حسن کی والدہ کے جنازہ میں شرکت کی۔ جماعتی احباب کے علاوہ شہر کے معززین اور افسران نے بھاری تعداد میں مرحومہ کے جنازہ میں شرکت کی۔ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں مرحومہ کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ عالمی مجلس بلوچستان کے رہنماؤں اور کارکنوں نے کافی تعداد میں شرکت کی عالمی مجلس بلوچستان کے رہنماؤں اور کارکنوں نے محترم جناب فیاض حسن سے اظہار تعزیت کی اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور آپ کو دیگر اہل خانہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے اس غم میں عالمی مجلس سے وابستہ تمام احباب کو دلی صدمہ ہوا۔

فیاض حسن سجاد سے تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین امیر شیخ غلام حیدر ناظم اعلیٰ حاجی محمد اکبر خدائے رحم شمس العارفین حاجی عبد الغفور خالق داد کبزئی حاجی احمد صاحب کی طرف سے فیاض حسن سجاد اسٹاف رپورٹر روزنامہ جنگ کی والدہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا ہے اور پسماندگان کو اللہ پاک صبر کی توفیق عطا فرمائیں۔

ادارۂ ختم نبوت جناب محترم بھائی فیاض حسن سجاد کی والدہ محترمہ کی وفات پر دلی دکھ کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے آمین قارئین ختم نبوت سے بھی دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

از۔ مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

دوسری و آخری قسط

مرزا قادیانی کے ۲۲ جھوٹ پر اعتراضات کے جوابات پر

ایک گمنام قادیانی کا خط اور اس کا جواب

میرا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا آنجہانی کی یہ تحریر سراسر جھوٹ اور کذب و افتراء ہے۔ نہ یہ بات قرآن مجید میں ہے اور نہ ہی تورات یا کسی رسالہ میں۔ اگر کوئی قادیانی ثابت کردے تو بندہ اس کو مبلغ یک صد روپیہ نقد انعام پیش کرے گا۔ لیکن وہ اگر ثابت نہ کرسکے تو حسب فتویٰ قادیانی' قادیانیت پر تین حرف بھیج کر حقیقی اسلام کو قبول کرلے۔

لاپتہ قادیانی نمائندے کا دعویٰ اور دلائل

اس گمنام اور لاپتہ قادیانی نے لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے صحیح لکھا ہے اور تم نے غلط کہا ہے۔

قادیانی دلائل

۱۔ دلائل میں اس نے قرآن مجید کی دو آیتیں ۲۷:۸۲ و ۲۷:۸۵ پیش کی ہیں۔

۲۔ احادیث سے ایک حدیث بخاری ص ۷ ج۳ اور دوسری صحیح مسلم ص ۱۰ ج ۲ کا ایک ٹکڑا پیش کیا ہے۔

۳۔ تیسرے نمبر پر شیعوں کی دو کتابیں (بحار الانوار اور اکمال الدین) کو دلیل پیش کیا ہے۔

۴۔ مندرجہ بالا دلائل کو المنجد وغیرہ کتب لغت اور مرزائے قادیانی کے اقتباسات سے مبرھن کرنے کی کوشش کی ہے۔

۵۔ آخر میں انجیل سے یہود و نصاریٰ کی سرشت اپنا کر حوالہ جات دیئے ہیں۔

قادیانی دلائل کا نمبروار تجزیہ

۱۔ قرآنی آیات

و اذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بایاتنا لا یوقنون۔

(النمل:۸۲)

قادیانی ترجمہ۔ "اور جب ان پر حجت پوری ہوجائے گی تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک کیڑا نکالیں گے جو ان کو کاٹے گا۔ کیونکہ لوگ خدا کی آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔"

(قادیانی تحریر)

قارئین کرام! مندرجہ بالا آیت اور ترجمہ سے اس گمنام اور لاپتہ قادیانی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کے زمانہ میں طاعون پڑے گی۔ جس کے نتیجے میں مخالف ہلاک ہوجائیں گے کیونکہ دابتہ سے مراد طاعون کا کیڑا ہے اور تکلمھم سے مراد اس کا کاٹنا ہے اور یہ اس نے مرزا صاحب کی کتاب نزول المسیح ص ۳۶ سے اخذ کیا ہے۔

الجواب

۱۔ دابتہ سے مراد طاعون کا کیڑا لینا نہ کسی حدیث سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی صحابی رضی اللہ عنہ' تابعین' ائمہ مجتہدین یا قادیانیوں کے مسلمہ مجددین سے ثابت ہے حالانکہ وہ خدا کے الہام سے بولتے تھے اور ان سے انحراف سراسر ضلالت و گمراہی ہے (شہادۃ القرآن ص ۳۶)۔

۲۔ ایسے ہی تکلمھم سے مراد کاٹنا اور زخمی کرنا لینا بھی سراسر قرآنی شواہد' تفسیر' رسول صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ رضی اللہ عنہم' مجتہدین اور مجددین امت کے خلاف ہے۔ کسی ایک نے بھی یہ معنی مراد نہیں لیا۔ لہٰذا ان سب سے انحراف و انکار' سخت قسم کی ضلالت و کفر ہے۔

لغوی بحث

یہ لفظ باب تفعیل سے ہے' جس کا معنی ہے کلام کرنا۔ ہاں اس کا مجرد الکلم مصدر سے ضرب کے وزن پر زخم لگانے کے معنی میں آتا ہے۔ باب تفعیل میں جاکر بوجہ خاصیت ابتداء کے اس کا معنی زخم لگانا نہیں بلکہ کلام کرنا ہوگا اور یہ چیز عربی زبان میں عام ہے کہ مجرد سے مزید فیہ میں جاکر معنی بدل جاتا ہے۔ مثلاً لفظ حدوث مجرد میں ۔ بمعنی ظہور اور وقوع کے ہوگا' مگر باب تفعیل اور تفعل وغیرہ میں جاکر ۔ بمعنی گفتگو اور کلام کرنے کے ہوجائے گا' یہ تبدیلی اثر باب کے خاصہ ابتدائی بناء پر ہے اور جیسے لفظ جرب۔ مجرد ابواب میں ۔ بمعنی کھجلی ہے لیکن باب تفعیل میں جاکر آزمانے اور پرکھنے (تجربہ) کے معنی میں ہوگا ایسے جہال اور اجہال کا معاملہ ہے اس لفظ تکلمھم کا قرآنی استعمال۔

۱۔ قرآن مجید۔ کلم یکلم تکلیما۔ ۲۱ مرتبہ استعمال ہوا۔

۲۔ باب تفعل میں یہ مادہ ۴ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

۳۔ لفظ الکلمۃ (واحد و جمع) ۴۰ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

۴۔ اور کلام ۴ مرتبہ وارد ہوا ہے۔

گویا یہ مادہ مختلف صورتوں میں ۶۹ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ مگر کسی جگہ بھی کاٹنے کے معنی میں مستعمل نہیں ہے۔ اب فیصلہ کیجئے کہ اس لفظ کا ترجمہ کاٹنا لینا قرآنی شواہد سے انکار نہیں ہے؟ جو کہ سراسر کفر و ضلالت ہے (حسب وضاحت مرزا صاحب) ملاحظہ فرمائیں میرے بارہ مسلمہ اصول۔

لغت کے حوالے

اصل بات یہ ہے کہ ڈکشنری اور لغت تو بنیادی طور پر امکانی حد تک لفظ کے تمام معانی و مطالب بیان کرتی ہے اگر اس نے کلم جرحہ بیان کردیا ہے تو امکانی صورت کا ذکر کیا ہے یا شاذ و نادر استعمال کا بیان کیا ہے۔ واقعی بیان و استعمال اس سے لازم نہیں آتا۔ اسی لئے المنجد میں اس بیان کے بعد دوسرے پیراگراف میں تفصیل سے تکلیم ۔ بمعنی گفتگو اور بات کرنا ہی بیان کیا ہے۔ دیکھئے المنجد طبع بیروت ص ۶۹۵ کالم ۳۔ آپ نے ایک لفظ کو لے لیا اور باقی تمام تفصیل کو ترک کردیا ہے۔ اس کی کیا وجہ؟ ایسے ہی القاموس میں تفصیل سے اس کا معنی کلم اللہ موسیٰ تکلیما کی سطح پر ہی بیان کیا گیا ہے۔ دیکھئے ربع رابع ص ۱۷۲ طبع ۱۳۲۵ھ لکھنؤ۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دابتہ الارض

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دابتہ الارض نکلے گا تو اس کے پاس عصائے موسیٰ اور خاتم سلیمان ہوگی۔ وہ مومن کے چہرہ پر سلیمانی انگوٹھی سے مہر لگائے گا تو وہ چمک اٹھے گا اور عصائے موسیٰ کافر کی ناک پر لگائے گا تو وہ سیاہ ہوجائے گا) حتیٰ کہ ایک ہی دسترخوان پر ملے جلے بیٹھے ہوئے لوگ پہچانے جائیں گے۔

(مسند امام احمد۔ ترمذی و حسنہ۔ ابن ماجہ۔ مسند طیالسی۔ عبد بن حمید۔ ابن ماجہ۔ ابن جریر و ابن المنذر۔ و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و البیہقی فی البعث بحوالہ تفسیر روح المعانی

(ص۲۲۳ج۲۰ طبع مکتبہ رشیدیہ لاہور)

حدیث میں یہ بھی ہے کہ وہ صفا پہاڑی سے نکلے گا نہ کہ گورداسپور میں اس کے آس پاس سے۔

ایک مزید وضاحت یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں دابۃ الارض کا ذکر تو ہوا کہ وہ قرب قیامت ظاہر ہوگا مگر یہاں مسیح موعود کا ذکر کہاں ہے؟ پھر وہ بھی اصل مسیح نہیں بلکہ نقلی اور انگریزی مسیح۔ اگر یہ کہو کہ آخر زمانہ میں جیسے مسیح آئیں گے ایسے ہی دابۃ الارض بھی نکلے گا لہٰذا ثابت ہوا کہ دابۃ الارض مسیح کے وقت ہی نکلے گا تو چونکہ مرزا صاحب کے وقت ایک دفعہ طاعون پڑی تھی (جس نے کچھ مرزائیوں کو بھی نگل لیا تھا) لہٰذا ثابت ہوگیا کہ یہ مرزا صاحب ہی آئے۔ لا مسیح ہے اور یہ طاعون اسی کا معجزہ اور علامت ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ قرب قیامت تو بہت سی نشانیاں وقوع پذیر ہونے کے متعلق ارشاد رسول ﷺ موجود ہے۔ جیسے زلزلے، دھنساؤ، سورج کا مغرب سے نکلنا، دخان وغیرہ۔ جیسا کہ حدیث مسلم وغیرہ میں دس نشانیاں ذکر فرمائی ہیں۔ دیکھئے ص۳۹۳ج۲۔ تو پھر چاہئے کہ مرزا صاحب کے زمانہ میں سورج بھی مغرب سے نکلے اور دخان اور خسف بھی ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا آنجہانی مسیحیت کی دھن میں سب کچھ اپنی ہی جھولی میں ڈال لیا کرتے تھے۔ ہر بات کو توڑ مروڑ کر اپنے ہی اوپر فٹ کرلیا کرتے تھے۔ مگر سب کچھ اکارت گیا۔ اور تو اور خود مرزا صاحب اپنے معیار پر بھی پورے نہ اترے کیونکہ وہ خود لکھ چکے تھے کہ جب مسیح دوبارہ نازل ہوں گے تو دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا پورا پورا ظہور ہوجائے گا(براہین احمدیہ ص۴۹۹ و ۵۰۵) مگر اس کے برخلاف ان کے گاؤں قادیان کے تمام لوگ بھی مسلمان نہ ہوئے۔ دوسرے گاؤں، ضلع، صوبے، ملک اور براعظم تو دور کی بات تھی۔ حتیٰ کہ آج تک دنیا کی ۲۲۳ ملکوں میں سے صرف ۶۲ میں مسلمانوں کا صرف وجود پایا جاتا ہے۔ ۱۶ خطے ابھی نور اسلام سے محروم ہیں اور ۱۴۲ خطوں میں بھی اسلامی عملی طور پر غالب نہیں ہے۔ حالانکہ یہ صاحب اپنی ترنگ میں آکر اعلان کرچکے تھے کہ۔

"میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں، یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔ پس اگر مجھ کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں، پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔"

(اخبار بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء قادیان)

مضمون نگار حضرات سے ضروری اور اہم گزارش

بعض مضامین نگار حضرات اپنی تصنیف کردہ کتابوں کا مسودہ اشاعت کی غرض سے بھیج دیتے ہیں اور اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ہمارا یہ مسودہ قسط وار شائع کیا جائے۔ بعض حضرات خود قسطیں بنا دیتے ہیں۔ ان سے اور آئندہ بھیجنے والے مضامین حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنی کتابوں کے مسودے یا مسودہ کی قسطیں کرکے نہ بھیجیں ہارا انتہائی معاف انہیں شائع نہیں کیا جاسکتا اور ایسے مسودات کی واپسی کے بھی ہم ذمہ دار نہیں۔

مضامین نگار حضرات سے یہ بھی گزارش ہے کہ وہ مضمون پر اپنا پتہ مکمل تحریر کریں۔ مضمون صاف ستھرا لکھ کر بھیجیں، اصل مسودہ ارسال کریں فوٹو اسٹیٹ نہ بھیجیں۔ مضمون زیادہ طویل نہ ہونا چاہئے کم از کم اتنا ہو کہ ہفت روزہ کے ایک صفحہ میں مکمل آجائے۔

(محمد حنیف ندیم)

اب فیصلہ خود فرمائیں کہ کیا تثلیث دنیا سے معدوم ہوگئی، ہر طرف توحید ہی توحید کا ڈنکا بج رہا ہے؟ نہیں نہیں بلکہ تثلیث کا دائرہ عمل توحید سے وسیع ہے۔ مسلمان دنیا کی آبادی کے صرف ۱۷فیصد ہیں جبکہ تثلیث والے ۳۲فیصد اور مزید چند سالوں تک وہ تمام عالم پر تثلیث کو پھیلانے کا عزم لئے ہوئے ہیں۔ اس سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ یہ وہ عیسیٰ نہیں جس کے ذریعہ اکناف عالم میں توحید پھیلے گی بلکہ یہ متی ۲۴:۲۳ والا مسیح کذاب ہے۔ اصل مسیح متی ۲۴:۲۳ و ۲۷ والا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں انجیل متی حوالہ بالا۔

اس نقلی مسیح کا ایک معجزہ یہ ہے کہ ایک موقعہ پر آتھم نامی پادری کے ساتھ اس کا مباحثہ اور مناظرہ ٹھن گیا۔ جس میں یہ مدعی مسیحیت و نبوت مع اپنے معاونین اور حواریوں کے پندرہ دن تک مغز ماری کرتا رہا۔ مگر ایک پادری آتھم کو مغلوب نہ کرسکا بلکہ الہام کا بہانہ بنا کر اور یہ کہہ کر بھاگ کھڑا ہوا کہ میرے الہام کے مطابق جو فریق (آتھم یا مرزا) جان بوجھ کر باطل پر اڑا رہے گا وہ پندرہ دن یعنی پندرہ ماہ تک حاویہ میں گرایا جائے گا۔ مگر انجام کیا ہوا؟؟ کہ پندرہ ماہ بھی گزر گئے۔ مرزا نے پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کئی جتن بھی کئے لیکن آتھم نہ مرا۔ حتیٰ کہ آخری رات حسب تحریر مرزا بشیر احمد پسر مرزا صاحب مدعی مسیحیت چند حواریوں کو لے کر ماش کے دانوں پر کچھ منتر پڑھ کر کسی پرانے کنوئیں میں بھی ڈال کر آئے۔ نیز اس رات قادیانی مرد و زن نے خوب آہ و بکا کی۔ مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ اگلے دن عیسائیوں نے پادری آتھم کو لے کر بڑی دھج کے ساتھ فاتحانہ جلوس نکالا جس میں مرزا کے ساتھ اسلام کے خلاف بھی بہت کچھ کہا گیا۔ یہ تھی اس قادیانی مسیح کی فتح العیاذ باللہ اور یہ تھا مرزا آنجہانی کا صلیب پرستی کے ستون کا توڑنا اور تمام دنیا میں اسلام کا پھیلانا۔

ایک مرزائیت کش تجزیہ

انسائیکلو پیڈیا کرسچین ورلڈ کے مطابق ۱۹۰۰ء کے آغاز میں عیسائیوں کے فرقے صرف ۱۹۰۰ تھے پھر یہ تعداد ۱۹۸۳ء میں ۲۰۸۰۰ تک پہنچ گئی۔ پھر ہر سال ۲۷۰ فرقوں کا اضافہ ہوتا ہے یعنی ہر ہفتہ ۵ نئے فرقے پیدا ہورہے ہیں اور آج کل عیسائیوں کے فرقے پچیس ہزار سے اوپر جارہے ہیں۔

(پاکستان میں مسیحیت ص۷۵ج۲ از رانا طور رضا صدیقی)

دوسرا تجزیہ یہ ہے کہ اس مدعی کسر صلیب جناب مرزا قادیانی کے دعویٰ الہام کے قریباً" متوازی ہی زمانہ یعنی ۱۸۷۹ء میں ایک نیا عیسائی فرقہ یہوداہ وٹنس وقوع پذیر ہوگیا۔ جس کا بانی چارلس تیز رسل تھا اور آج ان کی تنظیم تقریباً" دنیا کے ہر خطہ میں تائید صلیب میں رواں دواں اور سرگرم عمل ہے۔ گویا حسب دعویٰ مرزا صاحب صلیب پرستی ختم تو کیا ہوتی مزید اس کی شاخیں پھوٹ رہی ہیں۔ کیا اب بھی آنجہانی کے بارے میں کوئی شبہ باقی ہے۔

لاپتہ قادیانی کی پیش کردہ آیت نمبر۲

وان مین قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذالک فی الکتاب مسطورا۔

(بنی اسرائیل:۵۸)

ترجمہ۔ "اور کوئی بستی ایسی نہ رہے گی کہ جس کو ہم قبل از قیامت برباد نہ کریں یا اسے کسی مصیبت میں مبتلا نہ کریں۔ یہ (فیصلہ) کتاب میں لکھا جاچکا ہے۔"

یعنی سطح ارضی کی ہر بستی بوجہ خدائی نافرمانی اور بغاوت کے قبل از قیامت لازماً" بربادی یا کسی عذاب کا شکار ہوگی۔ اگر سرکشی زیادہ ہوگی تو قوم عاد و ثمود وغیرہ کی طرح صفحہ ہستی سے نابود ہوجائے گی اور اگر سرکشی کم یا قابل اصلاح ہے تو بربادی سے کم عذاب سے دوچار ہوگی۔ جیسے فرمایا و لنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون ۞۔ ۳۲:۲۱

پھر قبل یوم القیامہ سے مراد قرب قیامت مراد نہیں بلکہ مطلق قبلیت ہے۔ ورنہ سابقہ دور کی تباہ شدہ بستیوں کا انکار لازم آئے گا۔ جیسے فرمایا و کم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھا فتلک مساکنھم لم تسکن من بعدھم الا قلیلا و کنا نحن

الوارثین-۵۸:۲۸-

۷- فرمایا- فکلا اخذنا بذنبه فمنهم من ارسلنا علیه حاصبا و منهم من اخذته الصیحة و منهم من خسفنا به الارض و منهم من اغرقنا-۲۹:۴۰-

اس مضمون کی آیات بکثرت آئی ہیں' جن کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا تو اگر آپ کے کہنے کے مطابق قبل یوم القیامة سے مراد قرب قیامت یعنی آخری زمانہ لیا جائے جو کہ مسیح موعود کا زمانہ ہے اور مطلق قبلیت نہ لی جائے تو پھر لازم آئے گا کہ اس سے قبل صفحہ ہستی کی کوئی بستی بھی تباہ یا معذب نہیں ہوئی حالانکہ یہ سراسر خلاف واقع ہے- لہذا آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ محض مرزا صاحب کے لکھنے پر انحصار نہ کریں بلکہ ذرا قرآنی اعلان (افلم یسیروفی الارض فینظروا کیف کا عاقبة الذین من قبلهم سورہ یوسف ۱۰۹) بھی ملحوظ رکھیں- یاد رہے کہ اس مضمون کی اکتیس آیات وارد ہوئی ہیں- لہذا معلوم ہوا کہ اس لاپتہ قادیانی کا اس آیت سے مرزا صاحب کے زمانہ میں طاعون ثابت کرنا سراسر حماقت اور جہالت ہے کیونکہ نہ یہاں قرب قیامت مراد ہے' نہ کوئی مسیح کا تذکرہ ہے اور نہ ہی کسی طاعون کا ذکر ہے-

۲- حدیث رسول ﷺ اور قادیانی دجل و فریب

مثیل دجال قادیانی چونکہ کذب و افترا اور دجل و فریب کا مسلّم مرقع و پیکر تھا لہذا یہی اوصاف ذمیمہ اس کی روحانی ذریت ضالہ میں بھی علی وجہ الکمال سرایت کئے ہوئے ہیں- ملاحظہ فرمائیں-

میرا گمنام اور لاپتہ مخاطب تکلمهم کو کاٹنے کے معنی میں لینے کے لئے ایک حدیث نبوی سے یوں استدلال کرتا ہے کہ-

صحیح بخاری ص ۷ ج ۱ میں ہے-

کل کلم یکلمه المسلم فی سبیل اللہ یکون یوم القیامة کھیئتها-

ترجمہ- "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مسلمان کو خدا کے راستہ میں جو بھی زخم لگے گا تو وہ قیامت کے دن اسی طرح ہوگا"

قادیانی غرض یہ ہے کہ دیکھو یہاں یکلمه ہے جس کے معنی سوائے زخم کرنے اور کاٹنے کے کچھ نہیں ہو سکتے- لہذا سورۃ النمل کی آیت میں تکلمهم کا معنی ہے کہ وہ دابتہ یعنی طاعون کا کیڑا لوگوں کو کاٹے گا- جس سے مخالفین مرزا لوگ مرجائیں گے-

مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد- اتنی دلیری اور دھوکہ کہ جس کی مثال کسی صحیح الدماغ انسان سے ناممکن ہے- بندہ خدا اس حدیث میں یہ لفظ کلم یکلم مجرد سے آیا ہے' جس کا معنی "واقعتاً" یہ ہے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ مزید فیہ یعنی باب تفعیل سے ہے جو کہ خاصیت ابتدا کی بناء پر اور سارے قرآن مجید کے استعمال کی بناء پر کلام کرنے کے معنی میں ہے- نہ کہ زخمی کرنے اور کاٹنے کے معنی میں- لہذا خدارا کچھ تو شرم و حیا (جو کہ خاصہ ایمان ہے) سے کام لیا ہوتا- آپ کو نہ اللہ تعالیٰ کی شرم نہ رسول ﷺ کی- کذب و افتراء میں رتی بھر جھجک محسوس نہیں کرتے-

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ میرا مد مقابل صفت علم سے کورا ہے- یہ محض سنی سنائی باتیں لکھ کر اپنی جہالت اور حماقت کا اظہار کر رہا ہے- شاید اس کے خیال میں ہو کہ مسعود بھی میری طرح علم و فن سے بے بہرہ ہوگا لہذا دال گل جائے گی- مگر یہ اس کی بھول ہے' خدا کے فضل سے اگر خود دجال قادیانی بھی قبر سے اٹھ کر آجائے تو وہ بھی میدان میں منہ کی کھائے گا- انشاء اللہ العزیز-

یاد رہے کہ میرا لاپتہ مخاطب پہلے بھی غلط حوالہ جات کے دجل و فریب کا چکر چلا چکا ہے- جس کو میں نے طشت ازبام کر دیا تھا- مگر اسے پھر بھی حیا دامن گیر نہیں ہوئی- مثیل دجال مرزا قادیانی کی پیروی میں اس یہودیانہ کردار سے باز نہیں آیا-

حدیث نمبر ۲

اپنی تائید میں قادیانی نے دوسرے نمبر پر مسلم شریف کی مشہور اور طویل حدیث نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کے آخر سے چند جملے پیش کئے ہیں-

فیرغب نبی اللہ عیسٰی و اصحابه فیرسل اللہ علیهم النغف فی رقابهم فیصبحون فرسٰی موت نفس واحدة-

(مسلم ص ۷۷ ج ۲ مصری) طبع کراچی نمبر ۴۰۱ ج ۲

قادیانی ترجمہ

"پس خدا کا نبی مسیح موعود اور اس کے صحابی متوجہ ہوں گے اور خدا ان کے خیموں میں ایک پھوڑا (طاعون) ظاہر کرے گا- پس وہ صبح کو ایک آدمی کی موت کی طرح ہوجائیں گے-"

تبصرہ

ملاحظہ فرمائیں! عربی الفاظ میں لفظ عیسٰی ہے اور اس نے مسیح موعود لکھا- وہاں ہے کہ اللہ ان کی گردنوں میں ایک پھوڑا پیدا کرے گا اور اس نے لکھا ہے کہ خدا ان کے خیموں میں- بتلائیے خیمہ کس لفظ کا معنی ہے- اسی طرح آخری جملہ کا ترجمہ بھی غلط ہے- گویا سب چکر ہی چکر ہے-

الغرض اس کا مقصد ہے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں ہر صورت طاعون کا وقوع ثابت کرتا ہے مگر اس کا مقصد حاصل ہونا ناممکن ہے- کیونکہ اس فرمان رسول ﷺ میں مخصوص دجال کا بھی ذکر ہے جس کو مرزا صاحب نہیں مانتے- اس میں حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے جامع دمشق کے مشرقی مینارہ پر اترنے کا ذکر بھی ہے جو مرزا صاحب کو ہر وقت کھٹکتا رہا- حتیٰ کہ اس نے قادیان میں خود بھی ایک مینارہ بنوالیا- اس میں عیسیٰؑ کا دجال کو باب لد پر قتل کرنے کا بھی ذکر ہے- جو مرزا نہیں مانتے [illegible] تعالیٰ قتل دجال اور فتح اسلام کے بعد فرمائیں گے کہ [illegible]

اپنے ساتھیوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جاؤ کیونکہ میں اپنی ایک ایسی مخلوق (یاجوج ماجوج) ظاہر کرنے والا ہوں جس کا مقابلہ تمہارے بس کی بات نہیں- اس پر حضرت تعمیل کریں گے- اس کے بعد معاشی وجوہ کی بناء پر حضرت عیسیٰؑ ان کے خلاف دعا فرمائیں گے' جس کے نتیجہ میں وہ اجتماعی طور پر یکمشت گردن کے پھوڑے نکلنے کی وجہ سے مرجائیں گے تو عیسیٰؑ اپنے ساتھیوں کو لے کر نیچے اتریں گے-

قارئین کرام! اب بتلائیے اس کو مرزا صاحب سے کیا تعلق ہے- پھر قادیانی کے پیش کردہ عبارت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مرزا صاحب کے زمانہ میں اس کی دعا سے اس کے سارے مخالف اکٹھے ایک دم طاعون سے مرجائیں گے تو کیا یہ لاپتہ قادیانی ثابت کرسکتا ہے کہ صرف مرزا اور اس کے پیروکار باقی رہ گئے باقی سب مخالف اور منکر یکمشت مرکھپ گئے ہیں- اب میدان صرف قادیانیوں اور مرزائیوں کے لئے ہی خالی ہوچکا ہے-

قارئین کرام! یہ ہے انجام اور نتیجہ حدیث مسلم پیش کرنے کا- قادیانی بھی صرف طاعون کا پھوڑا حاصل کرنے کے لئے یہ الٹے سیدھے چکر چلایا کرتا تھا- اس سے غرض نہیں کہ بات بنتی بھی ہے یا نہیں؟ اب اس کی ذریت بھی اسی جنون میں اپنی عاقبت تباہ کررہی ہے- بندہ عرض کرتا ہے کہ اگر اس پوری حدیث کو پڑھ لیا جائے تو معاملہ صاف ہوجاتا ہے کوئی جھگڑا باقی نہیں رہتا- کیونکہ اس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ یاجوج ماجوج ختم ہونے کے بعد بہت بابرکت دور آئے گا- ہر چیز بالافراط ہوگی- پھر اس وقت صرف عیسیٰؑ کے ماننے والے ہی رہ جائیں گے- دوسرا کوئی نہ ہوگا-

تو کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ واقعی ایسا ہوا کہ مرزا کی زندگی میں صرف مرزائی ہی باقی رہ گئے ہوں- جو ہر طرح کی حکومت اور اقتدار کے وارث تھے- ہر قسم کی عجیب و غریب برکات کے مورد تھے- بالکل نہیں- مرزائی تو اب تک گرو گنیش کسی جائے سکونت کے متلاشی ہیں- ان کے زیر اقتدار تو عیسائیوں کے ویٹیکن سٹی جتنا علاقہ بھی نہیں- قادیانی آنجہانی ہوگیا- اس کے بعد چار خلیفے ہوگئے مگر ان سب کو ملا کر ایک پوپ جتنا بھی اقتدار حاصل نہ ہوسکا- آج تک معمولی سی حکومت کے خواب دیکھتے دیکھتے دربدر دھکے کھاتے پھرتے ہیں- کہاں قادیان' پھر ربوہ' پھر انگلینڈ اور اب گنیش کی طرح کینیڈا میں کوئی جزیرہ اور جائے پناہ ڈھونڈ رہے ہیں- فاعتبروا یا اولی الابصار-

۳- شیعہ کتب بحار الانوار اور اکمال الدین کا سارا ابھی محض ایک سہانا خواب ہے' اس سے زائد کچھ نہیں- انجیل کی طرح اس حوالہ میں بھی روایتی دجل و فریب سے کام لیا گیا ہے- کیونکہ بقول قادیانی وہاں لکھا ہے کہ امام قائم یعنی امام مہدی کے ظہور سے پیشتر طاعون پڑے گی نہ کہ اس کے زمانہ میں-

پھر اہل سنت اور شیعہ کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام بالکل الگ شخصیت ہیں اور امام مہدی دوسری ہستی ہے- اس بناء پر آپ کو اس حوالہ سے رتی برابر فائدہ نہ ہوگا-

گستاخوں کے اعتراضات بھی گستاخانہ ہی ہوا کرتے ہیں

از تحریر محمد یوسف آسی جنڈانوالہ

ماہ دسمبر ۱۹۹۳ء کے آخری شمارہ نمبر ۴۹ میں لاہور سپریم کورٹ کے ایک سینئر ایڈووکیٹ صاحب کا مضمون پڑھا فاضل مضمون نگار نے شرعی و عقلی و قوانین عالم کے دلائل سے موثر و بہترین مضمون رقم فرمایا اللہ کریم صاحب مضمون کو زور قلم اور دے اور جزائے کثیرہ و خیر مرحمت فرمائے آمین اور باقی پاکستانی وکلاء صاحبان کو بھی اس حقیقت کی طرف توجہ فرمانے کی توفیق بخشے آمین۔

بحیثیت مومن مسلمان کا ایمان اس وقت تک کامل تسلیم نہیں کیا جا سکتا جب تک محسن انسانیت سید المرسلین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس اور ان کی حرمت اس مسلمان کو اپنے مال بیوی بچے حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو بعض پاکستانی سیاست دانوں کے انداز شاطرانہ ملاحظہ فرمائیے کہ چند سال قبل جب پاکستان میں بھی رشدی ملعون کے خلاف تحریک چلی جلسے جلوس ہڑتالیں ہوئیں اور جان نثاران تحفظ ختم نبوت نے اپنی جانیں بھی قربان کیں انہی سیاست دانوں میں سے بعض اس تحریک میں شامل تھے لیکن انہی افراد میں سے اب توہین رسالت کی سزا کے نفاذ پر طرح طرح کی موشگافیاں قسم قسم کے احتجاجی بیان دیتے نہیں تھکتے یہ کتنی نازیبا حرکت کتنا بے شعور شیوہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہو کر اپنے قول و کردار گفتار سے حیوان ہاتھی بن کر کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور کا سرعام مظاہرہ کر کے مکار و عیار بہروپیا کہلوائے اور اس پر ذرا نہ شرمائے۔

مسٹر فادر روفن اور مسٹر طارق سی قیصر اور بعض ان کے ہم مذہب و ہمنوا عرصہ دراز سے نازیبا اشتعال انگیز بیان دے دے کر مسلمانوں کا امتحان لے رہے ہیں ہم انہیں اس جسارت کو چھوڑ دینے کا مشورہ دیتے ہیں اور اب توہین رسالت کے قانون کے نفاذ پر تو وہ بالکل کپڑوں سے باہر نکل رہے ہیں میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اپنے قول و فعل پر بھی توجہ دی کہ آپ اس زبان و قلم سے وطن عزیز پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں پھر اس زبان و قلم سے وطن عزیز کی جڑیں کاٹنے کے درپے ہوتے ہیں آپ کو اپنے حلف کا پاس نہیں یا جھوٹ سچ کا احساس نہیں ہمارا تو پہلے ہی یہ نظریہ ہے کہ کوئی بھی غیر مسلم مسلمان کا ہمدرد ہرگز نہیں ہو سکتا وہ ہمدردی بھی جتلائے گا تو اس میں طمع و زر یا خوف و خطر پوشیدہ ہو گا غیر مسلم ممالک میں جہاں پر مسلمان اقلیت میں ہوتے ہیں وہاں کے جمہوریت پسند قانون ساز مسلمانوں کے ایمان جان و آبرو کے تحفظ کے لئے کیا قانون نافذ کرتے ہیں جو ایک دو مصنوعی قانونی دفعات کے لیبل مسلمانوں کے تحفظ کے لگا رکھے ہیں ذرا باقوت ہاتھوں سے ان لیبلوں کو اتار کر دیکھا جائے تو اندرون خانہ مسلمانوں کے ایمان جان و آبرو کی بربادی کے لئے زہر بجھے خنجر آگ برساتے بم پاش پاش کرتے میزائل نظر آئیں گے بعض ہمارے وزراء صاحبان بھی بہت دور کی ہانک رہے ہیں کہ آٹھویں ترمیم قانون سے کلی طور پر ختم کر دی جائے ان کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے تو کیا پاکستانی عوام نے آپ کو پارلیمنٹ میں مقصد کی تکمیل کے لئے بھیجا ہے یا مقصد کی تکمیل کی طرف چلے ہی چند قدم رکھے ہوؤں کو واپس لوٹانے کے لئے وزیر بنوایا ہے آٹھویں ترمیم میں جو شرعی دفعات نافذ ہیں ان کو ختم کرنے اور کرانے والوں کی ناپاک آرزوئیں انشاء اللہ کبھی پوری نہ ہوں گی ویسے وہ اپنے ہی مذہبی شعائر کے خلاف جو بڑھکیں مار کر اپنا ذہن ناپاک و اپنا ہی وجود بدنام کرنا چاہتے ہیں تو ان کی مرضی اور فادر روفن و طارق سی قیصر اور ان کے ہمنوا توہین رسالت ﷺ کی سزا کے نفاذ پر واویلا مچا کر صرف پاکستان میں سے نہیں بلکہ اپنے مذہب و قوم سے بھی اپنی دلی کدورت و دشمنی کا اظہار کر رہے ہیں ان کی یہ غلط پالیسی برٹش گورنمنٹ کی طرح قانون رسالت ﷺ کو منسوخ کروا کر ملک میں خانہ جنگی کے حالات پیدا کرنے کے مترادف ہے کیونکہ قانون ہے تو اس پر عملداری کرانا حکومت کی ذمہ داری ہو گی اور حکومت اپنی انتظامیہ سے مجرم کی تحقیق کر کے تفتیش کر کے جرم ثابت ہونے پر سزا کا حکم جاری کرے گی اگر قانون ہی نہ رہا تو توہین رسالت ﷺ کے مرتکب پر مسلمان خود قہر بن کر ٹوٹ پڑیں گے کیونکہ مسلمان اپنے عظیم پیغمبر علیہ السلام کی ذات اطہر ان کی حرمت و عظمت کو اپنے تن من دھن و وطن سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں اگر توہین رسالت ﷺ پر سزا کا قانون ختم کر دیا گیا تو مسلمان اپنے ایمان کی تکمیل اور ایمانی غیرت و حمیت کی تعمیل کے لئے مشتعل ہو کر طوفان برپا کر دیں گے اور پھر اس مشتعل جذبات بھرے طوفان میں گستاخ رسول ﷺ کے ساتھ غیر مسلم بھی لپیٹ میں آ جائیں گے اور گستاخی کی جسارت رکھنے والے رشدی ملعون کی ذلت و رسوائی سے عبرت پکڑیں جس سازشی آغوش میں رشدی بدبخت چھپا بیٹھا ہے وہاں پر کون سا توہین رسالت ﷺ کا قانون نافذ ہے بلکہ تمام باطل قوتیں اس کی پناہ گاہیں بنی ہوئی ہیں مگر وہ مکار گیدڑ سر عام نکل کر اپنی کانپتی ٹانگوں سے چل کر تو دکھائے تاکہ وہ گستاخوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ توہین رسالت ﷺ کا مجرم کتنی اذیت ناک سزا پاتا ہے۔

توہین رسالت ﷺ کے قانون کے نفاذ میں حکومت ملک عوام مسلم و غیر مسلم تمام ہی کی بھلائی و فائدہ ہے ورنہ قانون ہو گا یا نہیں مجرم کو سزا تو ضرور ملے گی مگر قانون میں صرف مجرم کو سزا ملتی ہے بغیر قانون سزا میں دوسرے ناحق بھی پس جاتے ہیں اور جب کوئی جرم ہی نہ کرے پھر اس کو کون اور کیوں سزا دے گا قانون سے مجرم ہی گھبراتے ہیں امن پسندوں کو تو قانون تحفظ دیتا ہے اور مجرم جرم کرنے والے ہوتے ہیں مجرم کی نشاندہی کرنے والے مجرم پر گرفت کرنے اسے سزا دینے اور دلوانے والے ملک و قوم کے محافظ ہوتے ہیں انسانی حقوق کے ادارے بھی کسی گستاخ کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ کوئی ایک فسادی اپنی شرارت سے کروڑوں امن پسند افراد کے جذبات کو پامال کر کے دندناتے پھریں دانشوری کا دعویٰ کرنے والے شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر نہیں اچھالا کرتے ورنہ اسی گھر کے شیشے کی تیز نوکدار کرچیاں صرف ہاتھ پاؤں ہی میں نہیں بلکہ دل و دماغ میں بھی چبھ جایا کرتی ہیں شرپسندوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وطن عزیز پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے جس کے خلاف اعلیٰ عدالتیں بھی کوئی حکم صادر نہیں فرما سکتیں اور اسلام میں غیر مسلم کو تحفظ و حقوق تب ہی ملتے ہیں جب اس کے دل میں اسلام اور اس ملک کا بھی احترام ہو۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ راولپنڈی میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ دو دن کے دورہ پر راولپنڈی مولانا محمد لقمان علی پوری کے ہمراہ پہنچے تو ریلوے اسٹیشن پر مولانا محمد علی صدیقی اور ریلوے اسٹیشن مسجد کے خطیب مولانا عبد الغفار توحیدی نے استقبال کیا مولانا جالندھری دفتر راولپنڈی تشریف لائے اور ظہر تک دفتر میں قیام کیا اس کے بعد اسلام آباد تشریف لے گئے جہاں شام کو ختم نبوت کانفرنس جو امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب کی صدارت میں ہو رہی تھی اس میں خطاب فرمایا اگلے دن حضرت امیر مرکزیہ سے خصوصی ملاقات کی اور حضرت کے ساتھ مانسہرہ تشریف لے گئے ناظم اعلیٰ کا کوٹلی آزاد کشمیر جانے کا ارادہ تھا لیکن ہنگامی طور پر ملتان جانے سے پروگرام ملتوی ہو گیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا چوکی قصور کا تنظیمی و تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی چوکی کے تبلیغی و تنظیمی دورہ پر تشریف لائے۔ جہاں آپ نے جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریلوے روڈ میں دیا۔ مولانا شجاع آبادی نے جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے۔ چونکہ قادیان ضلع گورداسپور میں واقع ہے اور گورداسپور میں مسلم اور غیر مسلم آبادیوں کا تناسب برابر تھا۔ یعنی پچاس فیصد مسلمان تھے اور پچاس فیصد ہندو اور سکھ وغیرہ جبکہ دو فیصد قادیانیوں کی آبادی تھی قادیانیوں نے علیحدہ میمورنڈم پیش کرکے اپنے آپ کو پاکستان کے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا تو قادیانیوں کا ووٹ انڈیا کے حق میں جانے کی وجہ سے گورداسپور ضلع کا علاقہ ہندوستان میں چلا گیا جو کہ کشمیر میں آنے کے لئے انڈیا کے لئے واحد راستہ ہے تو گویا مسئلہ کشمیر قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے بعد نماز عصر آپ نے پرانی چوکی میں نوجوانوں سے خطاب کیا اور انہیں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ واضح رہے کہ آج کل چوکی میں قادیانیوں کی سرگرمیاں جارحیت اختیار کرتی جا رہی ہیں جو کسی وقت بھی امن و امان کا باعث بن سکتی ہیں جبکہ انتظامیہ بالخصوص پولیس قادیانیوں سے بھتہ وصول کرنے کی وجہ سے ان کی سرپرستی کر رہی ہے۔ مولانا نے نوجوانوں سے کہا کہ نظم و ضبط پیدا کرکے قادیانیوں کے تعاقب کے لئے کمربستہ ہو جائیں چنانچہ تمام نوجوانوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی خدمات پیش کیں اور پرانی چوکی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یونٹ قائم کر دیا گیا۔

عہدہ دار حسب ذیل ہیں۔ سرپرست' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' صدر محمد صادق' نائب صدر' بابر بٹ' جنرل سیکریٹری غضنفر عباس سعید' سیکریٹری رحمت علی عابد۔ سیکریٹری اطلاعات ایف ایم پیرا۔ سیکریٹری مالیات شیخ شاہد محمود خالد اجلاس میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ قادیانیوں نے ہائی پاور کے ڈش انٹینا لگائے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ایک میل کے ایریا میں پاکستان ٹی وی کی نشریات جام ہو جاتی ہیں اور مرزائیوں کا پروگرام دکھائی دیتا ہے لہٰذا مرزائیوں کے ڈش انٹینے اتار لئے جائیں تاکہ امن و امان کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ گزشتہ دنوں مرزائیوں نے دو مسلمان نوجوانوں کی پٹائی کی۔ نوجوانوں نے پولیس سے رابطہ کیا ملزموں کے بجائے مدعیان کے خلاف پرچہ درج کیا گیا۔ مرزائیوں نے علی الاعلان کیا کہ ہم نے انسپکٹر پولیس کو پندرہ ہزار روپے رشوت دیئے ایسے راشی افسروں کے خلاف کارروائی کی جائے اور ملزمان کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔ دیگر کئی ایک تنظیمی فیصلے بھی کئے گئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مغرب کی نماز جامع مسجد عثمانیہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارکیٹ میں پڑھائی اور خطاب بھی کیا بعد ازاں آپ لاہور روانہ ہو گئے۔

آہ میاں محمد انصاری ؒ

جناب میاں محمد انصاری بہاولپور کے دینی ذوق رکھنے والے صوم و صلوٰۃ' صلاح و تقویٰ کے پابند انسان تھے۔ جب تک مسجد میں آنے کی قدرت رہی نماز باجماعت' تکبیر اولیٰ کے ساتھ پہلی صف میں ادا فرماتے رہے۔

جب سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کا دفتر غلہ منڈی میں آیا ہے موصوف سے "تقریباً" ہر نماز میں ملاقات ہوتی رہی۔ اللہ پاک نے دین کی برکت سے چہرہ کو نورانیت سے نوازا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس عمومی اور بہاولپور کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ ہفت روزہ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ جب تک مکمل نہ پڑھ لیتے اس وقت تک چین نصیب نہ ہوتا۔

اللہ پاک نے سخاوت کی صفت سے متصف فرمایا تھا۔ ملک کے تمام اہم مدارس کے ساتھ مالی تعاون فرماتے۔ مجلس کا حصہ بھی بالالتزام نکالتے۔

کئی مرتبہ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ ستر اور اسی کے پیٹے میں تھے۔ ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے تھے۔ بالآخر وقت موعود آن پہنچا اور اپنے بچوں اور پسماندگان کو روتا ہوا چھوڑ کر خداوند قدوس کے ہاں جا پہنچے۔

موصوف سے محبت اور عقیدت کی صورت یہ ہے کہ ان کی اولاد اپنے والد محترم کی طرح صوم و صلوٰۃ کی پابندی اختیار کریں۔ جن اداروں سے مالی تعاون فرماتے تھے۔ وہ جاری رہے تاکہ یہ ان کے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہو۔ ایک دور تھا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کو الحاج محمد ذکر اللہ' چوہدری محمد امین غلہ منڈی ؒ مولانا عبد اللہ مسعود ؒ سید صادق حسین دہلوی ؒ مولانا محمد افضل علویؒ میاں محمد انصاری ؒ انور الٰہی قریشیؒ حاجی علم الدین انصاری ؒ حکیم محمد ابراہیم جالندھریؒ غلام سرور خان مرحوم جیسی شخصیات اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے آج یہ سارے حضرات دنیا فانی سے عالم باقی کو جا سدھارے۔ یہ سب چلے گئے۔ خداوند

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرۃ مقدسہ

آج کل کے معاشرہ کی لڑکیوں کے لئے جناب بتولؓ کی زندگی بہترین نمونہ ہے انہوں نے ہمیشہ گھریلو کام اپنے ہاتھوں سے کئے ان کے ہاتھوں پر کام کرنے کی وجہ سے نشانات پڑ گئے ایک مرتبہ مال غنیمت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کثرت سے آیا اس مال میں لونڈیاں بھی تھیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہؓ کو ارشاد فرمایا کہ اپنے والد ماجد سے جا کر درخواست کرو کہ گھر کے کام و کاج کی وجہ سے میرے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے ہیں لہٰذا مجھے ایک لونڈی عطا فرماویں۔ حضرت فاطمہؓ یہ کہنے کے لئے اپنے والد ماجد کے مکان تشریف لے گئیں لیکن آپ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی وہ لونڈیاں تو میں نے غریبوں میں تقسیم کر دیں ہیں اور میں آپ کو ان لونڈیوں سے بہتر چیز نہ بتاؤں حضرت فاطمہؓ آخر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ تھیں فوراً کہنے لگیں ضرور عطا فرمائیں تو آپ نے فرمایا عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا اس سے بہتر ہے اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ دن کی تھکاوٹوں کو دور فرما دیں گے آپ کی بات سن کر حضرۃ فاطمۃ الزہراؓ خوشی خوشی اپنے گھر تشریف لے گئیں (فائدہ) عورتو! دیکھو سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی نے امت کی عورتوں کے لئے کتنا اچھا نمونہ چھوڑا ہے۔ نقلہ والسلام زبدۃ النساء دختر مفتی غلام مرتضیٰ نزد مدرسہ جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ ڈسٹرکٹ شیخوپورہ۔

قدوس تمام حضرات کی مغفرت فرمائیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کا دورہ راولپنڈی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب گزشتہ دنوں ایک کیس کے سلسلہ میں کراچی سے اسلام آباد سپریم کورٹ تشریف لائے جہاں حضرت کے ساتھ وکیل ختم نبوت جناب راجہ حق نواز صاحب بھی تھے ایئرپورٹ پر مولانا اللہ وسایا مولانا عبد الرؤف لاہوری نے حضرات کا استقبال کیا سماعت کے بعد شام کو حضرت مولانا لدھیانوی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کی دعوت پر راولپنڈی دفتر تشریف لائے جہاں جماعت کی شوریٰ کے ممبر حضرت قاری محمد امین صاحب، حکیم قاری محمد یونس صاحب اور دیگر حضرات نے آپ کو خوش آمدید کہا ایک گھنٹہ قیام کے بعد حضرت لدھیانوی صاحب وکیل ختم نبوت راجہ حق نواز کے ہمراہ واپس کراچی روانہ ہو گئے۔ حضرت لدھیانوی صاحب کی آمد پر کثیر تعداد علماء کرام نے ملاقات کی جن میں سرفہرست مدرسہ فرقانیہ کے قاری محمد زرین نقشبندی مولانا منظور احمد چنیوٹی شامل ہیں۔

تلک عشرۃ کاملہ

۱ ہم اس فرقہ ضالہ کے بحیثیت انسان مخالف نہیں نہ ان کی عزت و آبرو کے دشمن ہیں لیکن ان کے فریب و فدح اور دجل و بلیس سے بچنا اور دوسروں کو بچانا اپنا قدرتی حق سمجھتے ہیں۔

۲ یہ لوگ سیاسی طور پر مسلمانوں کے ساتھ صرف اس لئے رہنا چاہتے ہیں کہ عام مسلمانوں کے حقوق سے فائدہ اٹھائیں لیکن ان کا مذہبی معاشی مقاطعہ کر کے نہ صرف اپنی الگ قوت تعمیر کرتے بلکہ مسلمانوں کی دینی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

۳ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ خواہ ظلی طور پر ہو یا بروزی نہ صرف اسلام پر ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ مسلمانوں میں انتشار عظیم پیدا کرنے کا باعث ہے۔

۴ یہ لوگ برٹش امپریلزم کے کھلے ایجنٹ ہیں۔

۵ مسلمانوں میں ففتھ کالم کے طور پر کام کرتے ہیں

۶ ان کا وجود مسلمانوں کی داخلی زندگی کے لئے اسرائیل سے بھی زیادہ خطرناک ہے

۷ انہوں نے انگریزوں کی غلامی کے لئے اپنی نبوت کا گھڑا رکھ رچا کر الہام کی زبان میں۔ سند مہیا کی ہے۔

۸ انگریزوں نے ان قادیانیوں سے مسلمان ملکوں میں سیاسی جاسوسی کا کام لیا ہے۔

۹ انہوں نے مسلمانوں کی مقدس اصطلاحات کو اپنے حواریوں اور اپنے گماشتوں پر استعمال کر کے نہ صرف ان الفاظ کی قدر و قیمت کو ہلکا کیا ہے بلکہ اس تقدس اور پاکیزگی کو بھی عاجز کیا ہے جو ان الفاظ و مصطلحات سے وابستہ ہے۔

۱۰ برصغیر کے غلامانہ عہد پر ورش پانے والے اس مرزائی گروہ سے زیادہ خطرناک اور کوئی پیدا نہیں ہوا۔

از چوہدری افضل حق

INTERNATIONAL CONSPIRACY OF QADIANI DOMINATION IN PAKISTAN

Is Govt. of Pakistan a party to this plan?

An Analysis in introspection

* USA is exercising pressure on Pakistan to withdraw legal and constitutional measures relating to Qadianis.

* Mirza Tahir Ahmed, head of Qadianis, invited the Indian High Commissioner to a Qadiani congregation in London and, in his presence, engineered slogans of "Long Live Bharat."

* Doctor Abdus Salam, Qadiani Scientist, has announced to hold an International Science Convention in Pakistan to undermine Pakistan's peaceful Atomic Energy project.

* Despite the declaration made by Pakistan Govt., that it would include a column of religion in Identity Cards, it stopped enforcement of its decision.

* Four Qadianis have been inducted as Ambassadors in important countries including Japan.

* Under cover of the proposed annulment of the Eight Amendment to Pakistan Constitution, secular lobbies have sprung into action to do away with the Presidential Ordinance, called the Anti-Islamic Activities of Qadianis (Prohibitions and Punishments) Ordinance of 1984.

* Qadianis have spread a net of International telecasts through dish antennae to misguide simple Musalmans.

IN VIEW OF THE ABOVE FACTS
WHAT IS YOUR RESPONSIBILITY?

Seriously think over and do your soul-searching but before arriving at a decision do measure up the blood-shot sacrifices of those inviolable men of honour who underwent toil and tribulations for a century to uphold the cause of final Prophethood for the benefit of Muslim Ummah.

BEWARE, May not shame and disgrace permeate through us on Doomsday Course before the haloed audience of Janab Khatmul Mursaleen Muhammad-ur-Rasool Allah (Sall Allaho alaihe wasallam). KMS.

GOD FORBID *GOD FORBID* *GOD FORBID*

FROM: Central Body Majlis-e-Amal, Tahaffuz-e-Khatme Nubuwwat, Pakistan, Huzoori Bagh Road, Multan: Phone: 40978.

K.M. SALIM
RAWALPINDI

KHAT ME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

شمعِ ختمِ نبوّت کے پروانوں اور اہلِ خیر حضرات سے عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے رہنماؤں کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے احباب نے اس لئے قائم کی تھی کہ ملک کی مروجہ سیاست سے الگ تھلگ رہ کر عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت کے تحفظ اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی (جس سے انگریز حکومت نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے دعوائے نبوت کرایا تھا) کے برپا کردہ فتنے کا ہر محاذ اور ہر میدان میں مقابلہ کیا جائے چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے قیام سے لے کر اب تک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں مصروف ہے۔ عالمی مجلس کے مختلف شعبے ہیں۔

1 **شعبہ تصنیف و تالیف:** یہ شعبہ رد قادیانیت پر مختلف زبانوں میں مفت لٹریچر شائع اور فراہم کرتا ہے۔

2 **شعبہ تبلیغ:** اس شعبہ کے تحت تربیت یافتہ مبلغین کی جماعت اندرون و بیرون ملک پر زور دلائل کے ذریعے قادیانیت کا تعاقب کرتی ہے۔

3 **شعبہ تدریس:** اس شعبہ کے تحت ڈیڑھ درجن سے زائد دینی مدارس ہیں، جن میں مقامی و بیرونی طلباء علوم دین اور قرآن مجید حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، جن کے قیام و طعام اور دیگر اخراجات عالمی مجلس ادا کرتی ہے۔

عالمی مجلس نے روس سے آزادی حاصل کرنے والی مسلم ریاستوں میں قادیانی سازشوں کو ناکام بنایا اور وہاں لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید طبع کرا کے تقسیم کئے۔ قرآن مجید کی طباعت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اس کے علاوہ دینی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ عالمی مجلس کے پاکستان کے ہر بڑے شہر میں دفاتر موجود ہیں، جہاں ہمہ وقتی مبلغ اور کارکن فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ اس وقت قادیانی اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے جماعت کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ ہو چکا ہے۔ بہت سے منصوبے ایسے ہیں جو تشنہ تکمیل ہیں۔ ہم شمع ختم نبوت کے تمام پروانوں اور اہل خیر حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھیں اور ختم نبوت کے اس مقدس مشن میں عالمی مجلس کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی زکوٰۃ، خیرات، صدقات و عطیات وغیرہ سے جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ **جزاکم اللہ احسن الجزاء۔**

(شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ)
خان محمد عفی عنہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

(محقق العصر حضرت مولانا)
محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

(حضرت مولانا)
عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

تمام رقوم مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

شائع کردہ:- دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون: ۴۰۹۷۸